فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ (قرآن)

ماہنامہ

محدث

لاہور

مدیر:-

حافظ عبدالرحمن مدنی

مجلس التحقیق الاسلامی - لاہور ۱۶

ماہنامہ محدث لاہور

ماہنامہ 'محدث' لاہور کا اجمالی تعارُف

مُدیر اعلیٰ: حافظ عبدالرحمٰن مدنی   مُدیر: ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

ماہنامہ 'محدث' لاہور، ہندوستان سے نکلنے والے ایک رسالے کی ہی ارتقائی شکل ہے۔ جامعہ رحمانیہ دہلی سے نکلنے والے رسالے - جس کا نام محدث تھا- کو پروان چڑھاتے ہوئے تقسیمِ ہند کے بعد دوبارہ ماہنامہ 'محدث' لاہور کے نام سے پاکستان میں معروف عالم دین ودانشور حافظ عبدالرحمٰن مدنی حفظہ اللہ نے اس کا اِجراء کیا۔ یہ تحقیقی رسالہ ۱۹۷۰ء سے اب تک کامیابی وکامرانی سے شائع ہو رہا ہے، وللہ الحمد!

محدث کی علمی پہچان کے حوالے سے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ ہر صاحبِ علم وفضل کی ضرورت بن چکا ہے کیونکہ اس کے مضامین جدید فکر کے حامل اور ملحدانہ افکار کیلئے شمشیر بے نیام کی حیثیت رکھتے ہیں۔

گھر بیٹھے 'محدث' وصول کیجئے!

قارئین کرام! گھر بیٹھے محدث حاصل کرنے کیلئے درج ذیل طریقہ کار اختیار کریں!

فی شمارہ: ۲۰روپے   زرِ سالانہ: ۲۰۰روپے بیرون ملک: ۲۰ڈالر

بذریعہ منی آرڈر ربینک ڈرافٹ ۲۰۰روپے بھیج کر سال بھر گھر بیٹھے محدث وصول کریں اور علمی و تحقیقی مضامین سے استفادہ کریں۔   ایڈریس: ماہنامہ محدث، ۹۹ جے، ماڈل ٹاؤن، لاہور ۵۴۷۰۰

فون نمبر: 042 - 3586639 / 35866476   موبائل: 0305 - 4600861

انٹرنیٹ پر محدث پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کیلئے درج ذیل ویب سائٹ دیکھئے!

www.kitabosunnat.com __   www.mohaddis.com

مزید تفصیلات کیلئے: webmaster@kitabosunnat.com

اجرائے مُحدث کے مقاصد

☜ عناد اور تعصّب قوم کیلئے زہر ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں!

لیکن تعصّبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیم اُمت کیلئے رحمت کا باعث ہے۔

☜ علومِ جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں!

لیکن قدیم علومِ اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دَقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

☜ غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اَقدار کے منافی ہے!

لیکن دینِ اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام نہ دینا حمیت دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

☜ تبلیغ دین اور اشاعت اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کردینا مصالح دینیہ کے خلاف ہے!

لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رَواداری برتنا اور قوانین ومسائل اسلامیہ کو نرم کردینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

☜ آئین وسیاست سے بیگانہ ہر کر عبادت کیلئے گوشہ نشین ہوجانا زندگی سے فرار ہے!

لیکن جدا ہو دین سیاست سے تورہ جاتی ہے چنگیزی۔

☜ جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اَوصاف میں داخل ہے!

لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

ماہنامہ محدث لاہور

کا مطالعہ فرمایئے، آپ اس کو ان جملہ صفات ومحاسن سے مزین پائیں گے، ان شاء اللہ!

کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

magazine.mohaddis.com

ملتِ اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلّہ

ماہنامہ **مُحدّث** لاہور

جلد ۱	ذوالقعدۃ/ذوالحجۃ ۱۳۹۰ھ جنوری/فروری ۱۹۷۱ء	عدد ۲و۳

مدیر : حافظ عبدالرحمٰن مدنی (روپڑی)

مجلسِ تحریر

حافظ ثناء اللہ (اللیسانس) اسلامی یونیورسٹی، مدینہ منورہ

مولانا عبدالسلام (اللیسانس) اسلامی یونیورسٹی، مدینہ منورہ

حافظ ثناء اللہ خاں، بی-اے (آنرز) ایم اے (عربی، اسلامیات)

چودھری عبدالحفیظ، ایم اے (عربی، اسلامیات)

مولانا عزیز زبیدی مولانا عبدالغفار اثر (ایم اے)

مقامِ اشاعت

مدرسہ رحمانیہ (رجسٹرڈ) گارڈن ٹاؤن ○ لاہور ۱۶

ناشر : حافظ عبدالرحمٰن مدنی طابع : ملک محمد عارف مطبع : دین محمدی پریس - ایبٹ روڈ لاہور

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

فہرست مضامین

۱۔	فکر و نظر	اداریہ	۳
۲۔	قارئین کرام سے ——— محدث کے بارہ میں	(ادارہ)	۱۳
۳۔	قیمت پیشگی لے کر جنس وقت مقررہ پر دینا	شیخ الحدیث مولانا سلطان محمود جلالپور پیروالہ	۱۵
۴۔	عشرہ ذی الحجہ ——— قربانی کے فضائل و احکام	شیخ الحدیث مولانا محمد صاحب گنگن پوری	۱۹
۵۔	خلافتِ راشدہ میں نظم و نسق	پروفیسر سید ابوبکر غزنوی ایم اے۔ ایل ایل۔ بی	۳۶
۶۔	اصلاح معاشرہ کا اسلامی تصور	پروفیسر خالد علوی ایم اے۔ ایم۔ او۔ ایل	۴۰
۷۔	پاکستان کا موجودہ فرسودہ نظام تعلیم	شیخ عبدالغفار اثر ایم اے	۴۶
۸۔	اسلامی مساوات	مولانا محمد حنیف صاحب گوجرانوالہ	۵۱
۹۔	عالمی مسائل اور سوشلسٹ سرگرمیاں	چوہدری محمد زبیر سپرا	۵۶
۱۰۔	محدث کا زر سالانہ ——— ضروری وضاحت	(ادارہ)	۶۲
۱۱۔	یاد رفتگاں	(ادارہ)	۶۴
۱۲۔	الحرکۃ السلفیۃ ——— (عربی)	مولانا عبدالسلام کیلانی لیسانس (مدینہ منورہ)	۴۳

نکاح شغار عرف "وٹہ سٹہ"	شیخ التفسیر حافظ محمد حسین امرتسری روپڑی رحمۃ اللہ علیہ
سحری کی اذان مسنون ہے	محقق شہیر مولانا عبدالقادر عارف حصاری
برصغیر (پاک و ہند) میں اشاعت حدیث	پروفیسر عبدالقیوم ایم اے

(مندرجہ بالا مضامین موجودہ شمارہ میں شائع نہ ہو سکے۔ ان کے لیے آئندہ اشاعت کا انتظار فرمائیں)

(ادارہ)

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

فکر و نظر

نیا عیسوی سال اپنے جلو میں کئی مسائل لیے ہوئے آیا ہے جنہیں گذشتہ سال کی سہ ماہی نے بُہت اہم بنا کر ملک و ملت کے کندھوں پر عظیم بوجھ رکھ دیا ہے۔ خصوصاً مشرقی پاکستان میں ہولناک سمندری طوفان کی ناقابلِ تلافی تباہ کاریاں، انتخاب میں لادین اور سوشلسٹ عناصر کی غیر متوقع کامیابی اور مشرق وسطیٰ میں شاہ حسین اور حریت پسندوں کی خانہ جنگی پاکستان اور عالم اسلام کے لیے ایسے مسائل ہیں جن سے کوئی انسان دوست، محب وطن مسلمان متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکا۔ ظاہری اسباب کچھ بھی ہوں لیکن یہ بات بھی نظر انداز نہیں کی جا سکتی کہ یہ سب کچھ قوم کے طویل اخلاقی انحطاط، عملی بے راہ روی، خدا سے دوری اور ہوس اقتدار کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ جب کسی قوم میں یہ چیزیں عام ہو جاتی ہیں تو اس کے لیے ابتلاء اور مصائب کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔

ظھر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس لیذیقھم بعض الذی عملوا لعلھم یرجعون (الروم: ۴۱)

لوگوں کے اعمال کے سبب سے خشکی اور تری میں بلائیں وا بتلائیں پھیلتی ہیں۔ یہ ان کے بعض اعمال کا مزہ اللہ تعالیٰ اس لیے چکھاتے ہیں کہ وہ باز آ جائیں۔

مشرقی پاکستان میں سیلاب کی تباہ کاریاں جہاں مشرقی پاکستان والوں کے لیے قیامت بن کر نازل

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

ہوگئیں اور رستے بستے گھرانوں کو حسرت و یاس کی تصویر، لہلہاتے کھیتوں کو ویرانے اور آبادیوں کو کھنڈرات میں تبدیل کر گئیں وہاں دوسروں کے لیے سامان عبرت اور انسانی ہمدردی کا امتحان ہیں۔

ہمیں چاہیے کہ اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کی مشکلات کو اپنی مصیبت سمجھتے ہوئے ۔۔۔ دل کھول کر ان کی ہر قسم کی اخلاقی اور مالی امداد کریں اور مالی تعاون کا سلسلہ اس وقت تک جاری رکھیں جب تک مصیبت زدگان مکمل طور پر آباد نہیں ہو جاتے۔

مشرقی پاکستان میں ہلاکت اور قیامت خیزی کے چند دن بعد ہی عام انتخابات نے قوم کی توجہ اپنی طرف مبذول کرلی جن کا انعقاد حسب اعلان ۷ اور ۱۷ دسمبر ۱۹۷۰ء کو ہوا اور پاکستانی عوام نے پہلی بار "بالغ رائے دہی" اور "ایک آدمی ایک ووٹ" کی بنیاد پر اس انتخاب میں حصہ لیا اور اس طرح صدر یحییٰ خان نے قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے آزادانہ انتخابات کرا کر قوم سے اپنا پہلا وعدہ پورا کر دیا۔ اس سے قبل پاکستان میں جو انتخاب ہوتے رہے وہ نہ تو اس طرح آزادانہ تھے اور نہ ہی بالغ رائے دہی کی بنیاد پر ہوتے تھے۔ ان انتخابات کا ایک پہلو تو یہ ہے کہ قوم کے افراد نے بہت حد تک اپنی مرضی کے مطابق ووٹ کا استعمال کیا ہے اور انتظامیہ نے سیاسی پارٹیوں اور ہر طبقۂ خیال کے اشخاص کو اپنے اپنے منشور اور نظریات کی تبلیغ و اشاعت کی مکمل آزادی دے رکھی تھی لیکن دوسری جانب اس آزادی کے پردہ میں بعض جماعتوں اور اشخاص نے ایک دوسرے پر جس ذلت آمیز پیرائے میں کیچڑ اچھالا اور بے بنیاد الزام تراشیاں کیں وہ اس آزادی کا بہت غلط استعمال ہے۔

نتیجتاً مغربی جمہوریت کے اصولوں کے مطابق دو پارٹیاں عظیم اکثریت سے کامیاب ہوئی ہیں اور شیخ مجیب الرحمان اور ذوالفقار علی بھٹو لیڈروں میں نمایاں حیثیت سے ابھرے ہیں۔ انتخابات پر مختلف تبصرے ہوئے ہیں اور شکست خوردہ جماعتوں کی غلطیوں کی نشان دہی کی جا رہی ہے ان کوتاہیوں سے قطع نظر ہار ہی ایک ایسی بڑی غلطی ہے جس کے ساتھ سبھی کچھ لازم آجاتا ہے

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

اور جمہوریت کی کمزوریوں پر بھی پردہ ڈال دیتی ہے۔

لیکن انسان کے لیے کامیابی کی صورت میں جس طرح شکر لازم ہے اسی طرح ناکامی کی صورت میں اپنا محاسبہ اور اصلاح فکر و نظر ضروری ہے۔ ہم انتخابات کے بعض پہلوؤں کا جائزہ لیتے ہوئے قارئین کی توجہ اسی طرح مبذول کرانا چاہتے ہیں۔ ہماری رائے میں یہ مقابلہ ایک نفسیاتی معرکہ تھا جو جماعتیں اور شخصیتیں عوام کے جذبات سے خاطر خواہ فائدہ اٹھا گئیں وہ کامیاب ہوئیں اور جو جذبات کا دھارا اپنی طرف نہ موڑ سکیں وہ ناکام رہیں۔ مروجہ جمہوری نظام کے تحت انتخابات میں کامیابی اور ناکامی کے اسباب عوامی جذبات ہی ہوا کرتے ہیں۔ اس میں عموماً کامیابی کا دارومدار نظریات کی صحت پر نہیں ہوتا۔ کیونکہ اکثریت کی نظر مادیت پر زیادہ ہوتی ہے اور بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جو نظریاتی جنگ لڑتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کو فرماتے ہیں وان تطع اکثر من فی الارض یضلوك عن سبیل الله۔ یعنی اگر تو اکثریت کے پیچھے لگے گا وہ تجھے اللہ کے رستہ سے بھٹکا دیں گے۔ علامہ اقبال نے اسی جمہوریت کے متعلق کیا خوب کہا ہے ؎

جمہوریت اک طرزِ حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے

ایسی جمہوریت کا مقصد صحیح اور غلط کا فیصلہ کرنا نہیں ہوتا بلکہ اقلیت کو اکثریت کے تابع بنا کر بے بس کرنا ہوتا ہے خواہ نظریاتی طور پر وہ اقلیت کتنی ہی صحیح ہو بلکہ بسا اوقات اقلیت ہی جذباتی جنگ میں کامیاب ہو کر اکثریت کو اقلیت کے رنگ میں اپنا محکوم بنا لیا کرتی ہے جیسا کہ حالیہ انتخابات میں ہوا ہے۔ مغربی پاکستان میں سوشلسٹ نظام کے حامی مجموعی ڈالے گئے ووٹوں سے تقریباً ۴۰ فی صد ووٹ لے کر عوامی نمائندے منتخب ہوئے حالانکہ ۶۰ فی صد ووٹ ان کے خلاف ڈالے گئے اور ووٹ نہ ڈالنے والے تقریباً ۴۰ فی صد عوام نے بھی انہیں اپنا نمائندہ منتخب نہ کیا۔ گویا ایک اقل قلیل گروہ کی ذہنی حمایت سے وہ پوری قوم پر چھا گئے۔

ہماری رائے یہ ہے کہ جس طبقاتی جنگ سے کمیونزم اور سوشلزم فائدہ اٹھاتا ہے

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

یہ طبقاتی تقسیم موجودہ جمہوری نظام کی پیدا کردہ ہے۔ اسی لیے کیمونزم اور سوشلزم کو مغربی جمہوریت اور اس کے سرمایہ دارانہ نظام کا ہی ردِ عمل سمجھا جاتا ہے۔ جمہوری انتخابات میں دھڑے بندیاں اور پھر برسرِ اقتدار آ کر گروہی مفادات کا جس طرح تحفظ کیا جاتا ہے اس سے معاشرہ میں ظالم و مظلوم اور طبقاتی تفاوت کا پیدا ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ حالیہ انتخابات میں مشرقی پاکستان میں عوامی لیگ نے کثرت سے سیٹیں حاصل کی ہیں اور مشرقی پاکستان کے ان عوامی جذبات سے بہت فائدہ اٹھایا ہے جو بعض وجوہات کے باعث ان کے اندر پیدا ہو گئے تھے اور مشرقی پاکستان والے اپنی مفلوک الحالی اور مصائب کا ذمہ دار مغربی پاکستان والوں کو سمجھنے لگ گئے تھے۔ ایوب خاں کے خلاف عوامی تحریک نے اس خیال کو خاصی تقویت پہنچائی جس سے شیخ مجیب الرحمٰن کی عوامی مقبولیت میں خاطر خواہ اضافہ ہُوا اور اگرتلہ سازش کیس سے رہائی کے بعد تو وہ مشرقی پاکستان کے عوام کے ہیرو بن گئے اسی طرح مغربی پاکستان میں مسٹر ذوالفقار علی بھٹو تھے جو ایوب خاں کے خلاف عوامی ایجی ٹیشن میں ایوب خاں کے ایک شدید مخالف کی حیثیت سے سامنے آئے اور اس سلسلہ میں انھوں نے قید و بند کی صعوبتیں بھی اٹھائیں جس سے ان کی عوامی مقبولیت میں بے پناہ اضافہ ہُوا اور وہ ایک عوامی لیڈر بن گئے۔ انھوں نے اپنی مقبولیت سے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور اس میں مزید اضافہ کرنے اور بلا شرکت غیرے قومی ہیرو بننے کے لیے اس جدوجہد آزادی کو طبقاتی جنگ میں تبدیل کرنا شروع کر دیا تاکہ ایوب خان کے ساتھ ایک دوسرے طبقہ کو بھی ان حالات کا ذمہ دار قرار دے کر غریب مزدور اور کسان طبقے کی مکمل حمایت حاصل کی جا سکے۔ گویا کہ جب اسلامی نظریات کے داعی اس آزادی کا رُخ نظامِ اسلام قائم کرنے کی طرف پھیر رہے تھے۔ سوشلزم کے حامی عوام کو طبقاتی جنگ کے لیے ابھار رہے تھے۔ ہماری رائے میں سوشلزم کا نعرہ اور طبقاتی جنگ اقتدار کے لیے تھی تاکہ غریب طبقہ کے احساسِ محرومی سے مکمل فائدہ اٹھایا جا سکے۔ سوشلزم کے حامی سوشلزم کے نفاذ میں مخلص نہیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سرمایہ دار اس کثرت سے پیپلز پارٹی میں شامل ہُوئے کہ کسی دوسری جماعت میں اس کا وجود نہیں ملتا۔ اس سے ایک طرف جہاں انھیں اقتدار کا راستہ مِلا وہاں ان کے سرمائے

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

کا تحفظ ہوا اور ستم زدہ طبقہ کی حمایت کے بلند بانگ دعووں کی وجہ سے عوام نے ان کی بداعمالیوں کے محاسبہ سے توجہ ہٹا کر سب خرابیوں کا ذمہ دار ان کے مخالفین کو سمجھا۔

کامیاب ہونے والی جماعتوں اور لیڈروں نے اپنی زیادہ تر کوشش نعروں کو عوام پسند بنانے میں صرف کی اور اس بات کا بہت کم خیال رکھا کہ اس سے ان کی ذمہ داریاں مستقبل میں کیا ہوں گی؟ اسی لیے انھوں نے اپنی تقریروں میں بار بار یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ ہم صرف عوامی خواہشات کے امین ہیں۔ مشرقی پاکستان میں شیخ مجیب الرحمٰن کا کتاب وسنت کا نظام رائج کرنے کا اظہار اور مغربی پاکستان میں مسٹر بھٹو کا سوشلزم کے اعلان کے بعد عوام کے نازک مذہبی احساسات کے پیش نظر اسلامی سوشلزم کا اعلان اسی سلسلہ کی کڑی ہے۔ اور اسلام کے منافی نظریات کے الزام سے بچنے کے لیے بعد میں اس کی تعبیر میں اسلامی مساوات اور مساوات محمدی کے نعرے استعمال کیے گئے۔ بلکہ بیشتر دفعہ کتاب وسنت اور خلافتِ راشدہ کا نظام رائج کرنے کا وعدہ اپنی تقریروں میں کیا۔ یہ سب کچھ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ لیڈروں کے نزدیک انتخابات کفر و اسلام کا مقابلہ نہیں تھے اور نہ ہی اسلام ہارا ہے اور سوشلزم جیتا۔ کیونکہ اگر سوشلزم کی ہی جیت ہوتی تو نیشنل عوامی پارٹی جو سوشلزم کے بارے میں کسی حد تک مخلص معلوم ہوتی ہے مشرقی اور مغربی پاکستان میں عظیم اکثریت سے کامیاب ہوتی لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ اس کے ایک گروپ نے اپنی کمزور پوزیشن دیکھتے ہوئے انتخابات کا بائیکاٹ کر دیا اور انتخابات میں حصہ لینے والے دوسرے گروپ کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑا/ ان نعروں اور من گھڑت تعبیرات سے کامیاب ہونے والی جماعتوں کو وقتی یہ فائدہ تو ہوا ہے کہ وہ برسر اقتدار آرہی ہیں لیکن انھیں اچھی طرح سوچ سمجھ لینا چاہیے کہ ان کی کامیابی کے بعد حالات ان کے لیے اب بالکل بدل چکے ہیں۔ پہلے اگر وہ محرومیوں کا زیادہ احساس دلا کر عوامی حمایت حاصل کرتے رہے ہیں تو اب انھی محرومیوں کا علاج انھیں کرنا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اسلام کا تحفظ اور اسلامی نظام کا قیام اسی تعبیر کے ساتھ کرنا بھی ان کا فرض ہے۔ جو تعبیر وہ اپنی تقریروں میں کرتے رہے ہیں ورنہ اب ان کو عوام کے دوسرے جذبات کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔ ایک طرف عوامی بدحالی کا بوجھ ان پر ہوگا اور دوسری طرف اسلامی اقدار کی پامالی

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

کا طعنہ اور پاکستانی عوام جنہوں نے اسلام کے نام پر ۱۰ لاکھ سے زائد جانوں کی قربانی دے کر پاکستان حاصل کیا کسی جابر سے جابر حکمران کو اس بات کی اجازت نہیں دیں گے کہ وہ پاکستان کو اس کے بنیادی نظریے کے خلاف کسی دوسری راہ پر گامزن کرے۔

مذکورہ بالا جائزہ کامیاب ہونے والی پارٹیوں کے متعلق تھا اب اسلام کا نعرہ بلند کرنے والوں کے متعلق چند سطور پیش خدمت ہیں۔

اسلام کا نعرہ بلند کرنے والی جماعتوں اور اشخاص پر بحیثیت مجموعی غیر مخلص ہونے کا فتویٰ تو نہیں لگایا جا سکتا۔ خصوصاً ان جماعتوں اور افراد پر جو اس انتخابی کش مکش سے بہت پہلے سے اسلامی نظامِ زندگی کے لیے کوشاں ہیں مگر یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ بہت سے سیاسی شاطروں نے اسلام کو اپنے مذموم مقاصد کے لیے استعمال کرنے کی کوشش کی اور اس طرح سے ایک طرف اس بارے میں مخلص افراد کی پوزیشن خراب کی اور دوسری طرف محبِ اسلام عوام کو ایسے شدید انتشار میں مبتلا کر دیا کہ اس سے جہاں ووٹوں کی بڑی تعداد بٹ گئی اور پاکستان میں حامیانِ اسلام کی بہت بڑی کثرت ہونے کے باوجود انھیں اسلام کی شکست کا طعنہ سننا پڑا وہاں محبِ اسلام عوام کی ایک بہت بڑی تعداد نے بے اطمینانی اور عدمِ اعتماد کی حالت میں پیپلز پارٹی کے حق میں ووٹ دے دیے اور ووٹ نہ دینے والوں کی بڑی تعداد نے حامیِ اسلام ہونے کے باوجود کسی کو بھی ووٹ نہ دیا۔ اب یہی لوگ جو آج تک پاکستان میں بگاڑ اور اسلام کے خلاف سازشوں کا باعث بنے رہے۔ فتح یاب ہونے والی پارٹیوں سے جوڑ توڑ میں مصروف ہیں کہ کسی نہ کسی طرح اقتدار میں شریک ہو سکیں۔

دوسرا بڑا افسوسناک امر یہ ہے کہ جو لوگ عوام کو دن رات اپنی تقریروں اور تحریروں میں یہ باور کرانے کی کوشش کر رہے تھے کہ اسلام خطرہ میں ہے اسلام کے نام پر بھی اتفاق و اتحاد پیدا نہ کر سکے بلکہ جب کبھی اتحادی کوششیں شروع ہوئیں ان لوگوں کی اپنی ہوسِ اقتدار آڑے آئی اور یہ سارے پاکستان میں اسلام کی بجائے ذاتی اور گروہی مفادات کا تحفظ کرتے رہے اور ہوسِ اقتدار نے انہیں اس حد تک مجنون بنا دیا کہ سوشلسٹوں کی تنقید کا جواب دینے کی بجائے اسلام پسندوں کو کوستے رہے اور اتنی سخت الزام تراشی

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

کی کہ اس کی مثال مخالفین میں بھی نہیں ملتی۔ رائی کا پربت بنا کر ایک دوسرے کو کافر اور دشمنِ اسلام ثابت کرنے کی کوشش کرتے رہے جس سے ایک طرف عوام الزام زدگان سے بدظن ہوئے تو دوسری طرف الزام دہندہ کی اخلاق باختگی ملاحظہ کرتے ہوئے اس سے بیزار ہو گئے جس کا نتیجہ وہی نکلا جس کا خطرہ تھا اس فتویٰ بازی اور الزام تراشی سے سوشلزم کے بارے میں ۱۱۳ علمائے کرام کے فتاوی کی حیثیت خاک میں مل گئی اور عام رجحان یہی ہوا کہ فتویٰ بازی دوسرے کو گرانے اور ناکام بنانے کا ایک ہتھکنڈا ہے۔ اس سے بھی افسوس ناک امر یہ ہے کہ قومی اسمبلی کے انتخابات میں ذلت آمیز شکست کے بعد بھی اس میں کوئی فرق نہیں پڑا۔ نہ ہی عملی اتحاد ہوا اور نہ ہی تحریری بلکہ شکست کا بار ایک دوسرے پر ڈالنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم کرے کہ اسلام خطرے میں ہے کا نعرہ بھی ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ طرزِ عمل بھی !!! حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ عوام کے لیے جس چیز کو کفر و اسلام کا معاملہ بنا رہے تھے ان کا اپنا عمل اس کی تکذیب کرتا تھا۔ اسی لیے عوام بھی ان پر اعتماد نہ کر سکے اور خدائی مدد بھی شاملِ حال نہ ہوئی۔

کاش یہ اسلام پسند ان ملکوں کے حالات سے عبرت پکڑیں جن میں اسلام کے زوال کا باعث مسلمانوں کا تشتت و افتراق ہوا اور پوری کوششوں کے باوجود اسلام پسند اسلام کے لیے اسلام کے نام پر مل کر نہ بیٹھ سکے، انھوں نے غیر کی غلامی تو پسند کر لی لیکن یہ پسند نہ کیا کہ اپنوں کی برتری تسلیم کر لیں۔

اب ہم اسلام کی حامی جماعتوں کے لیے کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں کیونکہ ہم انتخابات میں ان کی ناکامی کے بعد انھیں اس بات کا احساس دلانا ضروری سمجھتے ہیں جو ان کے لیے بے برکتی کا سبب بننے کے ساتھ ساتھ اسلامی نظام کے لیے سمِ قاتل ہے۔

وہ یہ ہے کہ یہ بات عام طور پر سامنے آتی ہے کہ ہم جب کسی ترقی پسند نظریہ کو دیکھتے ہیں تو اس کے مقابلہ میں ترقی پسند اسلام پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح اسلام میں جدید نظریات داخل کرنے کا موقعہ مل جائے اور غیر اسلامی نظریات میں معمولی تبدیلی کر کے کسی لفظ کا اضافہ کر کے اسے اسلامی بنانے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ اسلام چودہ سو سال پرانا بلکہ اتنا ہی پرانا ہے جتنی بنی نوع انسان کی عمر ہے

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

لیکن خدائی قانون (اسلام) کا یہ اعجاز ہے کہ یہ اصول اتنے قدیم ہونے کے باوجود اتنے جدید اور ترقی یافتہ بھی ہیں کہ کسی بھی ترقی یافتہ دور میں کوئی انسانی قانون ترقی یافتگی میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ گویا کہ اسلام ہی ایسا بے مثال اور مکمل ضابطۂ حیات ہے جو زمان و مکان کی قیود سے پاک ہے اور خدائی طریقۂ زندگی ہونے کی وجہ سے اپنے اندر اتنی وسعت رکھتا ہے کہ تا قیامت امن و امان کا واحد ضامن اور انسانی مشکلات کا آخری حل ہے۔ جب کبھی دوسرے ترقی یافتہ ناموں کو اس میں شامل کر کے اس میں جدت پیدا کرنے کی کوشش کی گئی تو اس سے نقصان ہی ہوا اور غیر اسلامی چیزوں کو اسلام کے نام پر قبول کر لیا گیا۔ اسلام میں جو بڑے بڑے فتنے پیدا ہوئے اور غیر اسلامی نظریات اختیار کیے گئے اس کا سبب متجددین (ترقی پسندوں) کا اسی قسم کا تاثر ہوا جو انھوں نے اسلام سمجھ کر قبول کر لیا۔

اگر سوشلزم کے ساتھ اسلامی کا لفظ لگانا یا اس کا نام اسلامی مساوات رکھنا حامیانِ اسلام کو گوارا نہیں تو بڑا تعجب ہوتا ہے کہ یہ لوگ جمہوریت کے ساتھ اسلام کا لفظ لگا کر اسے اسلامی کیوں قرار دیتے ہیں؟ اگر کوئی کہے کہ سوشلزم صرف معاشی نظام نہیں بلکہ ایک مکمل مذہب ہے جس کا باعث صرف معاشی محرکات ہوئے ہیں اور جن اصولوں پر اس کا نظام معیشت استوار ہے انھی اصولوں پر باقی سا نظام قائم ہے تو ہم کہیں گے کہ جمہوریت بھی ایک مکمل مذہب ہے صرف اس کا محرک آمریت کے مقابلہ میں ایک سیاسی نظام ہے اور اس کے جن اصولوں پر سیاسی نظام کی بنیاد ہے اسی پر باقی سارے نظام کا انحصار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام حامیانِ جمہوریت کا لازمہ سمجھا جاتا ہے۔ انتخابی مہم میں یہ بات عیاں ہو چکی ہے کہ جمہوریت کے حامی اسلام پسندوں نے انتہائی کوشش کی کہ کسی طرح ہم غریب مزدور اور کسان کو یہ یقین دلا دیں کہ ہم سرمایہ داری کے خلاف ہیں اور اسلامی نظام کے حامی ہیں لیکن ان کی اس بات پر کان نہ دھرا گیا کیونکہ سرمایہ داریت جمہوریت کے لوازمات سے ہے اور یہ دونوں ایک ہی ذہن کی پیداوار ہیں۔ جن لوگوں نے اسلامی جمہوریت اور مغربی جمہوریت کا فرق کرنا چاہا وہ بھی اسے واضح نہ کر سکے۔ اس لیے کہ اسلام اور جمہوریت دو الگ نظام ہیں۔ کوے کو مور کے پر لگانے سے وہ مور نہیں بن سکتا۔ اگر جمہوریت لفظ کے معنی اچھے ہیں جس سے عوامی اقتدار اور آزادی کا اظہار ہوتا ہے تو

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

سوشلزم لفظ کے معنی کون سے برے ہیں اس سے بھی تو اجتماعیت کا اظہار ہوتا ہے جس کی اہمیت اسلام کی نظر میں بہت ہے۔ لہٰذا ان لفظوں کے لغوی معنوں سے دھوکا نہیں کھانا چاہیے بلکہ اب یہ اصطلاحی نام ہیں جن سے خاص نظام مراد ہیں۔ برائی تو اس وقت پیدا ہوتی ہے جب اجتماعی حل کے لیے سوشلزم کا طریقۂ کار اختیار کیا جاتا ہے۔ اسی طرح جب عوامی اقتدار کے نام پر جمہوریت کا طریقۂ کار اختیار کیا جاتا ہے تو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اس لیے نہ تو سوشلزم رنگین مساوات کے نام پر اسلام بن سکتا ہے اور نہ ہی جمہوریت کی غیر محدود اور بدعنوانیوں کو دروازہ کھولنے والی آزادی اسے اسلام سے ہم آہنگ کر سکتی ہے۔ البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ سوشلزم ایک منفی تحریک ہونے کی بنا پر ہر اس چیز کا خاتمہ کرتا ہے جو اس کے راستہ میں دیوار بن کر کھڑی ہو سکے۔ اسی وجہ سے وہ مذہب و اخلاق کا براہ راست دشمن ہے جبکہ جمہوریت، مثبت انداز میں پھیلتی ہے اور اپنی حکمت عملی کی بنا پر براہ راست مذہب سے ٹکر نہیں لیتی بلکہ اسے انسان کا پرائیویٹ معاملہ کہہ کر نظر انداز کرتی ہے۔ سوشلزم اور جمہوریت کا قدر مشترک یہ ہے کہ دونوں بے خدا مادی نظریے ہیں۔ اس کے برعکس مذہب اسلام خلافت کا نظریہ پیش کرتا ہے اور ریاست و معیشت دونوں کی اساس اسی نظریہ پر رکھتا ہے جو انسانی ضروریات کو پورا کرنے اور مشکلات کو حل کرنے کے لیے ایک بہترین اعتدال کی راہ ہے جس میں جمہوریت کی آزادی سے بڑھ کر آزادی ہے لیکن یہ آزادی بدعنوانیوں کا دروازہ کھولنے کی بجائے ان کا سدِباب کرتی ہے۔ اسی طرح اس میں سوشلزم کی مزعومہ مساوات سے بڑھ کر عملی عدل و مساوات ہے جو سوشلزم کی نسبت کمزور اور غریب کا زیادہ ہمدرد ہونے کی وجہ سے مفلوک الحالی کا بہترین حل اور خوشحالی کا واحد ضامن ہے لیکن سوشلزم کی طبقاتی جنگ اور تحفظ حقوق کے نام پر پامالیٔ حقوق کا ایک مستقل فتنہ اور عذاب بننے سے کوسوں دور امن و امان اور صلح و آشتی کا مثالی نمونہ پیش کرتا ہے کیوں نہ ہو اسلام کا تو مصدر و ماخذ ہی سلم (سلامتی) ہے ہم اس استدلالی بحث کو کسی دوسرے وقت پر ملتوی کرتے ہیں۔ اس مختصر سے بیان سے ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ اسلام پسند اگر اسلام کا نعرہ لگاتے ہیں تو صحیح اسلام پیش کریں۔ یہ نہ ہو کہ سب کچھ اسلام کے لیے کرنے کے بعد منزل اس سے ہٹ کر مغرب ہو یا مشرق۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

انتخابات کا نتیجہ ظاہری طور پر اسلامی نظام کا علم لے کر کھڑی ہونے والی جماعتوں کے لیے خوش کن نہیں ہے لیکن انھیں مایوس نہیں ہونا چاہیے کیونکہ منتخب شدہ نمائندے اسلامی نظام سیاست کے مطابق "عوامی نمائندے" نہیں ہیں نہ ہی عوام کی اکثریت ان کے حق میں ہے۔ نیز اپنے اسلامی وعدوں کی وجہ سے وہ اب کافی حد تک مجبور ہیں کہ ان وعدوں کا ایفا کریں۔

اس لیے حامیان نظام اسلام کو اسلام پسند عوام کی حوصلہ افزائی کرنے کے علاوہ اسلامی نظام زندگی کے مختلف شعبوں کا تعارف تحریر و تقریر سے پھیلانے کا کام زیادہ اہتمام سے شروع کرنا چاہیے تاکہ وہ عوام کے دلوں میں اس کی خوبیوں کو اجاگر کر کے انھیں اس کی حمایت میں مزید مستحکم بنا سکیں۔

طلبۂ مدرسہ رحمانیہ لاہور — قربانی کی کھالوں کا بہترین مصرف

احباب کو معلوم ہے کہ مرکزی شہر لاہور میں جماعت اہل حدیث کے علمی ادارے مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام عظیم الشان دینی کام سرانجام پا رہے ہیں۔ امسال مجلس نے ایک ماہوار علمی اور اصلاحی ماہنامہ "محدث" کا اجراء کیا ہے۔ مجلس کے تعلیمی اور تربیتی ادارے "مدرسہ رحمانیہ" گارڈن ٹاؤن لاہور میں، الحمد للہ چھ درجوں میں باقاعدہ جماعت بندی سے پڑھائی جاری ہے جن میں علوم دینیہ اور عصری علوم کے فاضل اور کہنہ مشق چھ علماء۔ اور اساتذہ مولانا حافظ عبد الرحمٰن مدنی کے زیر نگرانی تدریسی خدمات میں مصروف ہیں۔ مدرسہ میں مفت تعلیم کے علاوہ رہائش اور کھانے پینے کا اعلیٰ انتظام ہے۔

مدینہ یونیورسٹی کے فیض یافتہ اساتذہ کی وجہ سے الحمد للہ اس درس گاہ میں پاکستانی اور عربی ممالک کے طرز تعلیم کی خوبیوں کا امتزاج ہو گیا ہے

احباب قربانی کی کھالیں یا ان کی قیمت مندرجہ ذیل پتہ پر بھیجکر دینی تعاون فرمائیں۔

حافظ عبد اللہ (روپڑی)، مدرسہ رحمانیہ (نزد ادمنی بس باڈی بلڈنگ سٹاپ فیروز پور روڈ لاہور نمبر ۱۶

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

قارئین کرام سے ___ محدث کے بارے میں

قارئین کرام نے "محدث" کی پہلی اشاعت کے بعد ہمیں جس طرح تحسین و تبریک کے کلمات سے نوازا ہے ہم ان کے انتہائی مشکور رہیں اور امید کرتے ہیں کہ ہمارے احباب اسی طرح خصوصی توجہ اور نیک دعاؤں سے ہمیں یاد رکھیں گے اگر اللہ تعالیٰ کا فضل خاص ہمارے شامل حال نہ ہوتا تو ہم "محدث" کو اس صورت میں پیش نہ کر سکتے۔ ہم اپنی کوتاہ ہمتی کے بلا تامل اعتراف کے ساتھ بعون اللہ کوشش کریں گے کہ ملت اسلامیہ کا یہ علمی اور اصلاحی مجلہ اپنی ظاہری و باطنی خوبیوں کے ساتھ اپنے عظیم مقاصد کو بزود حاصل کرے اور اس کا معیار ترقی بلند سے بلند تر ہو

اصحاب علم اور ارباب قلم اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ اس قسم کے مجلات کا جاری کرنا اور انھیں ترقی دینا کتنا مشکل ہے؟ اور اس کے لیے کس قدر مالی اور ذہنی قربانیوں کے ساتھ جانفشانی کی ضرورت ہوتی ہے مگر "مجلس التحقیق الاسلامی" لاہور کے صاحب علم و فضل اراکین و معاونین کے اخلاص اور

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

بے لوث خدمتِ دین کے جس جذبہ سے یہ سلسلہ شروع ہوا ہے اس سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے مقاصد میں جلد کامیاب کریں گے۔

"محدث" کی پہلی اشاعت میں تاخیر کی وجہ سے ہم نے "مجلس التحقیق الاسلامی" لاہور کے جملہ مضامین حذف کر دیے تھے کیونکہ وہ رمضان سے متعلق تھے اور رمضان کے گزر جانے کی وجہ سے ہم حسبِ اعلان رمضان اور شوال کی اکٹھی اشاعت مناسب نہ سمجھتے تھے اس لیے ادارہ نے پہلا شمارہ ۴۶ صفحات میں پیش کیا۔ جسے دسمبر ۱۹۷۰ء کے دوسرے دھاکے میں حوالہ ڈاک کیا گیا۔ اب ہم اپنا نظام درست کرنے کے لیے تقریباً ڈیڑھ ماہ بعد محدث برائے جنوری و فروری ۱۹۷۱ء اکٹھا پیش کر رہے ہیں جس کی ضخامت صفحات محدث کی مجوزہ ضخامت ۴۸ صفحات سے بڑھا کر ۸۰ صفحات کر دی گئی ہے۔ پہلا شمارہ بھی ۴۶ صفحات تھا۔ اس طرح سے ہم نے دو اشاعتوں میں تین ماہ کے تین شمارے پیش کر کے آئندہ کے لیے حساب درست کیا ہے۔

احباب کو علم ہے کہ اس قسم کی مشکلات رسالوں کو ابتدا میں پیش آیا کرتی ہیں اس لیے امید ہے کہ وہ ہمیں معذور فرمائیں گے۔

آئندہ باقاعدہ مہینہ وار مجلہ احباب کے لیے ہر انگریزی مہینہ کے اوائل میں حوالہ ڈاک کر دیا جایا کریگا۔ ان شاء اللہ۔ (ادارہ)

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

مجلس التحقیق الاسلامی لاہور

دار الافتاء

قیمت پیشگی لیکر جنس وقتِ مقررہ پر دینا

شیخ الحدیث مولانا سلطان محمود صاحب جلال پور پیر والہ ضلع ملتان

سوال

ایک آدمی نے دوسرے سے دو سو روپے لیے اور کہا دس روپے من کے حساب سے فصل میں سے دو سو روپے کی گندم ادا کر دوں گا۔ اگر میرے پاس اپنی گندم نہ بھی ہوئی تو کسی سے لے کر تمہیں ضرور ادا کر دوں گا اور اسی بھاؤ پر۔ کیا یہ بیع جائز ہے؟

جواب

جائز ہے۔ صحیحین میں حدیث ہے:

قدم النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) وھم یسلفون فی الثمار السنة و السنتین فقال من أسلف فی شیء فلیسلف فی کیل معلوم و وزن معلوم الی أجل معلوم

یعنی جب آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) ہجرت فرما کر مدینہ میں تشریف لائے تو دیکھا کہ لوگ پھلوں میں ایک ایک سال اور دو دو سال کی میعادی بیع (یہ وہی بیع ہے جس کی صورت سوال میں بیان کی گئی ہے اور جسے سلم کہتے ہیں) کیا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا اگر کوئی شخص بیع سلم کرے تو اسے ماپ تول کا حساب اور میعاد مقررہ طے کر لینی چاہیے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے جس کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں بیان فرمایا ہے:

عن عبد اللہ بن ابی اوفیٰ و عبد الرحمٰن بن ابزیٰ قالا: کنا نصیب الغنائم

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان یاتینا انباط من انباط الشام فنسلفھم فی الحنطۃ والشعیر والزبیب الی اجل مسمّٰی، قیل: اکان لھم زرع، قالا: ماکنا نسألھم عن ذالک

یعنی ہم لوگ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ غنائم کے مال حاصل کرتے اور شام میں رہنے والے نبطیوں[1] کے ساتھ اجناس گندم جَو وغیرہ سے بیع سلم کیا کرتے تھے جس میں ایک میعاد مقرر ہو جاتی تھی۔ ان دونوں سے پوچھا گیا کہ جن نبطیوں کے ساتھ تم بیع سلم کیا کرتے تھے، کیا ان کی اپنی کھیتیاں ہوتی تھیں؟ جواب میں کہا ہم یہ بات ان سے نہ پوچھا کرتے تھے۔

شبہہ

اگر کوئی شخص یہ شبہ پیش کرے کہ یہ بیع معدوم کی ہے اور معدوم کی بیع سے حدیث میں ممانعت آئی ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا تبع مالیس عندك

ازالۂ شبہہ

اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث لا تبع مالیس عندك بیع حاضر (نقد) کے متعلق ہے۔ بیع سلم کے متعلق نہیں اور پہلی ذکر کردہ دونوں حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کیونکہ پہلی حدیث میں دو دو سال کی بیع سلم کو بھی جائز رکھا ہے۔ صرف میعاد مقرر کرنا شرط فرمایا ہے اور ظاہر ہے کہ دو دو سال کے بعد واجب الاداء چیز بیع کے وقت کب موجود ہوتی ہے۔ اسی طرح دوسری حدیث بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے کیونکہ صحابہؓ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے زمانہ میں بیع سلم کرتے تھے اور یہ نہ پوچھتے تھے کہ یہ چیز تمہارے پاس موجود ہے یا نہیں؟ اگر بیع سلم میں عقد (بیع) کے وقت جنس کا موجود ہونا یا بائع کے قبضہ میں ہونا شرط ہوتا تو صحابہؓ ایسی وضاحت طلب کیے بغیر سودا نہ کرتے اور اگر صحابہ کر بھی بیٹھتے تو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کو ایسا کرنے سے ضرور منع فرماتے اور صحابہؓ کا تعامل جو عہد نبویؐ میں ثابت

---

[1] عجمی لوگ جو عراقین کے درمیان آباد ہوئے تھے۔ ۱۲

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

ہو اور آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اس پر انکار ثابت نہ ہو تقریری حکمی ہے اور ایسی بات صحابہؓ میں حجت سمجھی جاتی تھی جس پر قول صحابیؓ "کنا نعزل و القرآن ینزل" شاہد ہے۔ اسی شبہ کا ازالہ کرتے ہوئے صاحب سبل السلام نے دوسری حدیث کے تحت لکھا ہے:

"الحدیث دلیل علی صحۃ السَّلَمِ فی المعدوم حال عقد اذ لو کان من شرطہ وجود المسلم فیہ لاستفصلوھم وقد قال ماکنا نسألھم، وترک الاستفصال فی مقام الاحتمال ینزل منزلۃ العموم فی المقال"

پھر آگے چل کر پہلی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"واحسن منہ فی الاستدلال انہ صلی اللہ علیہ وسلم اقرّ أھل المدینۃ علی السلم سنۃ وسنتین والرطب ینقطع فی ذالک"

اسی طرح علامہ شوکانیؒ حدیث لاتبع مالیس عندک کے تحت لکھتے ہیں:

"قال البغوی: النھی فی ھذا الحدیث عن بیوع الاعیان التی لایملکھا اما بیع شیٔ موصوف فی ذمتہ فیجوز فیہ السلم بشروطہ فلو باع شیئا موصوفا فی ذمتہ عام الوجود عند المحل المشروط فی البیع جاز وان لم یکن المبیع موجودا فی ملکہ حالۃ العقد"

یہ یاد رہے کہ ائمہ سنت میں سے کوئی بھی اس بات کا قائل نہیں ہے کہ بیع سلم میں مسلم فیہ جنس کا بوقت عقد بائع کے پاس ہونا شرط ہے۔ البتہ فقہاء حنفیہ کے نزدیک زمان عقد میں بازار میں موجود ہونا شرط ہے۔ بائع کے پاس ہونے کی وہ بھی شرط نہیں کرتے اور دونوں مذکورہ بالا حدیثیں اس مسلک کے بھی خلاف ہیں۔ ہاں بیع سلم کے بارہ میں کچھ مزید شرعی پابندیاں ہیں۔

۱۔ مسلم فیہ چیز جب تک قبضہ میں نہ آجائے۔ دوسرے شخص کے پاس فروخت نہیں کی جاسکتی جیسا کہ سنن ابی داؤد اور ابن ماجہ میں ہے:

"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اسلم فی شیٔ فلا یصرفہ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

الی غیرہ

۲۔ دینے والے سے جنس کی قیمت نہیں وصول کی جا سکتی بلکہ وہی جنس لی جائے یا سودا ختم کر کے اصل ادا شدہ رقم ہی واپس لی جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :-

من اسلف فی شیء فلا یاخذ الا ما اسلف او راس مالہ (دارقطنی)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب سلطان محمود بقلم خود

دار الحدیث محمدیہ جلال پور پیر والہ

○

تفسیر جامع البیان

تفسیر الجمل مع الجلالین۔ نیل الاوطار۔ سنن الکبری للبیہقی۔ الترغیب والترہیب۔ عون المعبود

تحفۃ الاحوذی۔ الزرقانی شرح الموطا۔ الزوائد لابن حبان۔ البدر الطالع۔ الاحکام فی اصول الاحکام۔

معرفۃ علوم الحدیث للحاکم۔ تہذیب الکمال فی اسماء الرجال۔ الیواقیت والجواہر۔ تہذیب التہذیب

سیرۃ النبی لابن ہشام۔ حیوۃ الحیوان۔ اعلام الموقعین لابن قیم۔ مجمع الامثال۔ تاریخ طبری۔

الدین الخالص۔ سراج الوہاج۔ شرح مسلم شریف للنواب صاحب۔

آپ اپنی کوئی کتاب چھپنا چاہیں تو ہمیں یاد فرمائیے

رحمانیہ دار الکتب امین پور بازار لائل پور

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

شیخ الحدیث مولانا محمد صاحب گنگن پوری

عشرۂ ذی الحجہ قربانی کے فضائل و احکام

یوں تو اللہ ذوالجلال والاکرام کی رحمت کی بارش ہمیشہ ہوتی رہتی ہے۔ شب و روز کے چوبیس گھنٹوں میں کوئی لمحہ بھی ایسا نہیں جب اللہ ارحم الراحمین کے رحم و کرم کے سمندر سے دنیا سیراب نہ ہوتی ہو، مگر بعض ایام، بعض عشرے اور بعض ماہ ایسی خصوصیتیں رکھتے ہیں جو دوسرے دنوں میں موجود نہیں۔

منجملہ ان کے عشرۂ ذی الحجہ ہے اس میں خدائے ذوالجلال والاکرام کے بحرِ رحمت کی امواج میں بے انتہا تلاطم پیدا ہو جاتا ہے اور رحمت کی فراوانی خشک وادیوں کو سیراب اور مردہ بیابانوں کو زندہ کر دیتی ہے۔

قارئین کے فائدہ کے لیے قرآن و حدیث سے کچھ عرض کرتا ہوں ممکن ہے کوئی تشنۂ ثواب اس سے فائدہ اٹھائے۔ اور میرے لیے باعثِ اجر و ثواب بن جائے۔

یہ وہ عشرہ ہے جس کی بزرگی اور فضیلت قرآن اور حدیث سے ثابت ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس عشرہ کی قسم کھائی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:۔

وَالْفَجْرِ ○ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ○

قسم ہے صبح یوم النحر کی اور ذی الحجہ کی دس راتوں کی۔

جس چیز کی قسم کھائی جائے وہ مکرم و معظم ہوتی ہے۔ تو عشرہ ذی الحجہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مکرم و معظم ہوا۔ لہٰذا اس میں اللہ تعالیٰ کے فیوض و برکات سے مستفیض ہونا چاہیے جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

یعنی یاد کریں اللہ تعالیٰ کا نام معلوم دنوں میں۔

معلوم دنوں سے مراد عشرہ ذی الحجہ ہے جیسا کہ بخاری میں ابن عباسؓ سے مروی ہے۔

پس قرآن مجید سے اس عشرہ کی عظمت اور بزرگی ثابت ہوئی اور اس میں کثرتِ ذکر وعبادت کی ترغیب بھی ثابت ہوئی۔

اور فریضہ حج جو ارکانِ خمسہ میں داخل ہے اور بے انتہا محاسن وفضائل کا حامل ہے۔ یہ بھی اسی عشرہ میں ادا کیا جاتا ہے۔ یہ بھی اس کی فضیلت پر دالّ ہے۔

اور قربانی جو حُبّ خلیلؑ کی یادگار اور خالق پر مخلوق کے ایثار اور جاں فشانی کی بے مثال دلیل ہے۔ اسی عشرہ میں کی جاتی ہے۔ یہ بھی اس عشرہ کی فضیلت کی دلیل ہے۔

عشرہ ذی الحجہ کی فضیلت احادیث سے

پہلی حدیث

بخاری شریف میں ہے:۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من ایام ——— العمل الصالح فیھن احب الی اللہ ——— من ھذہ الایام العشرۃ، قالوا: یارسول اللہ ولا الجھاد فی سبیل اللہ؟ قال: ولا الجھاد فی سبیل اللہ الا رجل خرج بنفسہ ومالہ فلم یرجع من ذلک بشیء رواہ البخاری

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دس دنوں کے اعمال صالحہ جتنے اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں اتنے اور دنوں کے نہیں یعنی ان دنوں کے اعمال نماز روزہ، تسبیح، تہلیل، تکبیر اور صدقہ خیرات وغیرہ اللہ عزوجل کو بہت ہی محبوب ہیں لہٰذا ان دنوں میں بندگی وعبادت میں زیادہ کوشش کرنی چاہیے۔

صحابہ نے عرض کیا کہ جہاد بھی ان دنوں کے اعمال صالحہ کے برابر نہیں ہوتا؟ فرمایا: جہاد بھی برابر نہیں ہو سکتا۔ ہاں وہ مجاہد جو جان مال لے کر جہاد کے لیے نکلے اور پھر کوئی چیز واپس نہ آئے

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

یعنی خود بھی شہید ہو جائے اور مال بھی خرچ ہو جائے۔ ایسا جہاد ان دنوں کے اعمال صالحہ کے برابر ہو سکتا ہے [1]

اس صحیح حدیث سے اس عشرہ کی کتنی بزرگی اور عظمت ثابت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ جو بندہ کی ایک ایک نیکی کو اتنا محبوب رکھتا ہے کہ ایک ایک نیکی پر اس کو دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک بلکہ ہزاروں گنا تک ثواب دیتا ہے۔ اس عشرہ کی نیکی کو بہت محبوب رکھتا ہے۔ یہ بحرِ رحمت کی موجیں ہیں جو عاجز بندہ کو اس کے بحرِ رحمت سے حظِ وافر لینے کے لیے پکار رہی ہیں۔ کاش کہ انسان ایسے وقتوں کی قدر کرے اور کمربستہ ہو کر کچھ کمالے۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو ایسے وقتوں میں بحرِ رحمت میں غوطے لگاتے ہیں۔

دوسری حدیث

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من ایام اعظم عند اللہ ولا العمل فیھن احب الی اللہ عز وجل من ھذہ الایام یعنی من العشر [2]

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان دس دنوں سے بزرگ و برتر اور کوئی دن نہیں ہیں نہ ان دنوں کے عمل کے برابر کسی اور دنوں کا عمل اللہ کو محبوب ہے۔

تیسری حدیث

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من ایام اعظم عند اللہ سبحانہ ولا احب الیہ العمل فیھن من ھذہ الایام العشر فاکثروا فیھن من التھلیل والتکبیر والتحمید رواہ احمد [3]

ابن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عشرہ ذی الحجہ سے بڑھ کر اللہ سبحانہٗ کے نزدیک اور کوئی دن نہیں ہیں اور ان دنوں کے اعمال جیسے اللہ کو پیارے ہیں اور کوئی عمل نہیں۔ لہٰذا ان دنوں میں لا الٰہ الا اللہ، اللہ اکبر اور الحمد للہ کثرت سے پڑھنا چاہیے۔

---

[1] مشکوٰۃ ص ۱۲۸ [2] ترغیب ترہیب [3] المنتقی مع النیل جلد ۴ ص ۲۶۳

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

چوتھی حدیث

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من ایام احب الی اللہ ان یتعبد لہ فیھا من عشر ذی الحجۃ، یعدل صیام کل یوم منھا بصیام سنۃ و قیام کل لیلۃ منھا بقیام لیلۃ القدر. رواہ الترمذی و ابن ماجۃ وقال الترمذی اسنادہ ضعیف [1]

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عشرہ ذی الحجہ کی بندگی باقی ایام کی بندگی سے بہت محبوب ہے۔ عشرہ ذی الحجہ کے ہر دن کا روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر ہے اور اس کی رات کا قیام لیلۃ القدر کے قیام کے برابر ہے۔ اگرچہ اس حدیث کو امام ترمذی نے ضعیف کہا ہے۔ لیکن مذکورہ بالا صحیح احادیث سے اس کو قوت ملتی ہے نیز فضائل اعمال میں ضعیف حدیث بھی مقبول ہے[2]

پس حاصل یہ ہے کہ یہ دس دن نعمتِ عظمیٰ اور برکتِ علیا ہیں۔ لہذا ان میں تسبیح، تحمید، تہلیل اور تکبیر، تلاوت قرآن، صوم و صلوٰۃ، صدقہ خیرات اور توبہ استغفار وغیرہ کثرت سے کرنا چاہیے۔

---

[1] مشکوٰۃ ص ۱۲۸

[2] محدثین کے نزدیک ضعیف حدیث پر عمل مندرجہ ذیل شرطوں سے جائز ہے:۔

۱۔ اس کا اصل صحیح حدیث سے ثابت ہو جیسا کہ اس حدیث کا اصل یعنی عشرہ ذی الحجہ کی فضیلت حدیث بخاری سے ثابت ہے۔

۲۔ ضعف شدید نہ ہو۔

۳۔ متعدد طرق سے مروی ہو۔

۴۔ حرام اور حلال سے متعلق نہ ہو۔

۵۔ اس پر عمل بطور احتیاط ہو نہ بطور اعتقاد۔ (ادارہ)

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

پانچویں حدیث

عن حفصة قالت ، ارج لم تكن يدعهن النبى صلى الله عليه وسلم ، صيام عاشوراء و العشر و ثلثة ايام من كل شهر و ركعتان قبل الفجر رواه النسائى

ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم چار چیزیں ترک نہیں کیا کرتے تھے۔ ایک عاشوراء کا روزہ۔ دوسرا عشرہ ذی الحجہ کے روزے۔ تیسرا ہر ماہ سے تین دن کے روزے چوتھے صبح کی دو سنتیں [۱]

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عشرہ ذی الحجہ کے روزے ہمیشہ رکھا کرتے تھے [۳]

چھٹی حدیث

عن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صوم يوم عرفة يكفر سنتين ماضية و مستقبلة

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرفہ کے دن (نویں ذی الحجہ) کا روزہ رکھنا سال گذشتہ اور سال آئندہ (دو سال کے) گناہوں کا کفارہ ہے [۲]

صحیح مسلم میں اس حدیث کے الفاظ یوں ہیں:

"صيام يوم عرفة ـــــ احتسب على الله ان يكفر السنة التى قبله و السنة التى بعده۔"

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ عرفے کے روزے سے پہلے اور پچھلے سال کے گناہ معاف کر دے گا۔

استطراد

عشرہ ذی الحجہ کی طرح ایام تشریق (ذی الحجہ کی گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں تاریخ) بھی بہت فضیلت

---

[۱] نسائی [۲] منتقی [۳] (و فی مسلمان النبى صلى الله عليه وسلم لم يصم العشر) مسلم کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عشرہ کے روزے نہیں رکھے لہذا فضیلت ایام کی وجہ سے تو روزے رکھے جا سکتے ہیں جو نیک اعمال میں شامل ہیں لیکن خصوصیت ثابت نہیں ۱۲۔ ادارہ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

رکھتے ہیں۔ ان میں قربانی جیسا پیارا عمل رکھا گیا ہے اور حاجی لوگ جمرے مارتے ہیں اور ان میں کثرتِ ذکر کا حکم قرآن و حدیث میں وارد ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ یعنی اللہ تعالیٰ کا ذکر گنتی روز تک کرو

ایام معدودات سے مراد ایام تشریق ہیں یعنی ماہ ذی الحجہ کی گیارہ، بارہ اور تیرہ تاریخ کو کثرت سے خدا کی یاد کر کے اپنے دامن برکات و فیوض سے بھر لو۔

حدیث میں ہے:-

۱۔ عن نبیشۃ الھذلی قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ایام التشریق ایام اکل وشرب وذکر اللّٰہ

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایامِ تشریق کھانے پینے اور ذکر الٰہی کے دن ہیں یعنی ان میں ذکر الٰہی بہت کرنا چاہیے [۱]

پس حاصل یہ ہے کہ ذی الحجہ کے دس دن اور ایامِ تشریق خدا کی نعمتِ عظمیٰ اور برکتِ علیا ہیں لہٰذا ان میں تسبیح، تحمید، تکبیر اور تہلیل اور تلاوتِ قرآن، صوم و صلوٰۃ، صدقہ خیرات اور توبہ استغفار وغیرہ کثرت سے کرنا چاہیے۔

۲۔ قال ابن عباس وکان ابن عمر وابو ھریرۃ یخرجان الی السوق فی ایام العشر یکبران ویکبر الناس بتکبیرھما قال وکان عمر یکبر فی قبۃ بمنی فیسمعہ اھل المسجد فیکبرون ویکبر اھل الاسواق حتی یرتج منی تکبیرا [۲]

ابن عباسؓ صحابہ کا حال بیان کرتے ہیں کہ ابن عمرؓ اور ابو ہریرہؓ عشرہ ذی الحجہ میں اس قدر ذکر و عبادت کرتے کہ بازار جا کر بھی ذکر سے غافل نہ ہوتے اور کاروبار تجارت وغیرہ بھی ان کو غافل نہ کر سکتا۔ بازار میں تکبیریں کہتے اور بازار کے لوگ بھی غافل نہ رہتے وہ بھی ان کے ساتھ

[۱] مسلم شریف [۲] منتقی: ۲

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

تکبیریں کہتے۔

راقم کہتا ہے کہ ایسے لوگوں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ

یعنی ان کو اللہ کے ذکر نماز و زکوٰۃ سے کوئی چیز غافل نہیں کرتی تھی۔ خرید و فروخت بھی ان کو غافل نہیں کرتی تھی [1]

ان لوگوں کی کیا ہی شانِ عالی ہے اور عجیب ہی خدا دوستی ہے اور حضرت عمرؓ منیٰ میں اپنے خیمہ میں اس زور سے تکبیریں کہتے کہ مسجد والے اور بازار والے سنتے اور سب تکبیریں کہتے حتٰی کہ میدانِ منیٰ تکبیروں کی آوازوں سے گونج اٹھتا۔ یہ ہے صحابہ کا حال کہ انہوں نے خانہ اور ویرانہ میں خدائی بڑائی کے نعرے لگائے اور زمین کے چپے چپے کو اس کی بزرگی اور عظمت سے روشناس کرا دیا۔

اس عشرہ کے اعمالِ صالحہ سے قربانی ایک بے نظیر و بے مثال عمل ہے جو دوسرے ایام میں ہرگز نہیں کیا جا سکتا لہٰذا اس کے متعلق بھی کچھ عرض کرنا وقت کا تقاضا اور ضروری امر ہے۔

قربانی کی حیثیت اور عظمت اسلام میں بہت ہے اور یہ وہ عبادت ہے جو ہر امت میں مختلف صورتوں میں جاری رہی ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا [2] یعنی ہم نے ہر امت کے لیے قربانی بنائی۔

اس کی ابتدا، آدمؑ سے شروع ہوئی جیسا کہ قرآن مجید میں ہابیل اور قابیل کے واقعہ سے ظاہر ہے۔

اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ [3]

یعنی جب قربانی دی ان دونوں نے پس ایک (ہابیل) کی مقبول ہوئی اور دوسرے کی مقبول نہ ہوئی۔

قربانی سے غرض گوشت خوری نہیں۔ اگر گوشت خوری مقصود ہوتا تو پہلی امتوں پر قربانی کا گوشت کھانا حرام نہ ہوتا اور اس کو آسمان سے آکر آگ نہ جلاتی۔ آگ کا آسمان سے آکر ان کی قربانیوں کو جلانا قرآنِ مجید میں صراحۃً مذکور ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

[1] سورۃ النور: ۳۷، [2] سورۃ الحج: ۳۴، [3] سورہ مائدہ: ۲۷

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ [1]

یہودیوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے عہد کیا ہے کہ ہم کسی رسول پر ایمان نہ لائیں تا وقتیکہ وہ رسول قربانی دے اور اس کو آسمان سے آگ آکر نہ کھا جائے۔

معلوم ہوا کہ ان کی قربانیوں کو آگ آکر جلایا کرتی تھی اور وہ کھایا نہیں کرتے تھے۔

اسی طرح ہابیل اور قابیل کے قصہ میں جامع البیان میں لکھا ہے:

فقرب هابيل خير غنمه و قرب الاٰخر ابغض زرعه فجاءت نار من السماء و اكلت الشاة و تركت الزرع وكان هذا علامة القبول والرد [2]

یعنی ہابیل نے بہتر دنبہ یا بکری قربانی دی اور قابیل نے ردی جنس جو وغیرہ قربانی دیے۔ آسمان سے آگ آئی۔ ہابیل کی قربانی کو جلا گئی اور قابیل کے جو چھوڑ گئی اور یہ آگ کا آسمان سے آکر قربانی کو جلانا قربانی کے قبول و عدم قبول کی علامت تھی۔

پس معلوم ہوا کہ قربانی کی غرض گوشت خوری نہیں۔ نیز اگر گوشت خوری مقصود ہوتی تو اسماعیل کی قربانی کا حکم نہ ہوتا کیونکہ انسان کا گوشت ہر شریعت میں حرام رہا ہے۔ پس قربانی کی غرض گوشت خوری نہیں بلکہ کوئی اور امرِ عظیم اس کی غرض ہے۔

وہ اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عالمِ دنیا کو ایک عجیب دلآویزی اور دلربائی بخشی ہے اور اس کو طرح طرح سے مزین کیا ہے اور گوناگوں نعمتوں سے بھر دیا ہے اور ایسے باغ و بہار خوش دید اور ثمراتِ لذیذ سے سجایا ہے کہ انسان کا دل ان کی دید سے فرحت اور مسرت پاتا ہے اور ثمرات سے شاد کام ہو جاتا ہے اور ان کی لذت اور شیرینی کو کبھی فراموش نہیں کرتا اور ہمیشہ ان کا متمنی رہتا ہے اور ایسی خوب شکل آراستہ پیراستہ عورتیں پیدا کیں جن کی دید سے انسان حواس باختہ اور دل پر داختہ ہو جاتا ہے۔ اور خوب صورت

[1] آلِ عمران [2] جامع البیان ۹۰

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

کی غذار دلربا معشوق پیدا کیے جن کے وصال کی تمنا میں انسان اپنی ہستی فنا کر لیتا ہے۔ اور ایسے محبوب بیٹے بیٹیاں عطا کیں جن کی محبت میں انسان سب کچھ فراموش کر دیتا ہے اور اپنی جان ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔ یعقوب ؑ باوجود پیغمبر ہونے کے اپنے بیٹے یوسفؑ کے فراق میں نابینے ہو گئے تھے۔ اور سونا چاندی کے خزانوں، طرح طرح کے حیوانوں، رنگارنگ کھیتی اور مکانوں سے زمین کو ایسا سجایا ہے کہ انسان ان کی محبت میں محو ہو کر رہ گیا ہے۔ کسی نے عالی شان اور خوبصورت عمارت دیکھ کر کیا خوب کہا ہے ؎

اگر فردوس بر روئے زمین است

ہمیں است وہمیں است وہمیں است!

یعنی اگر روئے زمین میں کوئی جنت الفردوس ہے تو وہ یہی ہے۔ یہی ہے، یہی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ [1]

یعنی لوگ دنیا کی محبت میں پھنسے پڑے ہیں۔ عورتوں، بیٹوں، سونا چاندی کے خزانوں، نشان لگے ہوئے گھوڑوں اور دیگر چارپایوں اور کھیتی باڑی کے دلدادہ ہو رہے ہیں۔

دوسری آیت میں فرمایا:

اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝ [2]

یعنی ہم نے تمام چیزوں سے زمین کو مزین کیا تاکہ ہم آزمائش کریں کہ کون اچھے عمل کرتا ہے۔

ایک طرف تو اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پوری زیب وزینت سے آراستہ پیراستہ کیا اور دوسری طرف انسان میں اکل وشرب، سماع ورؤیت اور لباس کی طلب اور ضرورت پیدا کی جس سے انسان کا ماکولات، مشروبات، مسموعات، ملبوسات اور مرئیات کی طرف رغبت کرنا اور ان کا دلدادہ اور خواہش مند ہونا لازمی امر تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ساری دنیا شب وروز اس کی طلب اور محبت میں سرگرداں اور حیران وپریشان اور مست و

[1] آل عمران [2] الکہف ۷

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

مجنوں ہو رہی ہے اور اس کی تحصیل کے لیے بڑے بڑے عظیم مصائب و آلام برداشت کر رہی ہے۔

دوسری طرف انسان کا اپنے اور ساری کائنات کے موجد اور خالق و مالک سے محبت کرنا اور اس کی جستجو میں مستغرق ہونا بھی انسان کا فطری امر ہے۔

ایسا خوش قسمت کون ہے جو اس میں کامیابی حاصل کرے اور اس عالمِ دیدہ کو چھوڑ کر اور اس کی لذات کو پس پشت ڈال کر عالمِ شنیدہ (آخرت) اور ذاتِ غائب غیر دیدہ پر قطعی یقینی ایمان لائے اور اس پر فدا اور فریفتہ ہو کر اس کی جستجو کرے اور اس کی رضا کے لیے مرغوبات اور لذات کو فدا کر دے۔

ایسا کرنا بداہت کے خلاف ہے جیسا کہ مشہور ہے:

شنیدہ کے بود مانند دیدہ!

یعنی شنیدہ دیدہ کے برابر نہیں ہو سکتا یعنی سنی سنائی چیز دیکھی چیز کے برابر نہیں ہوتی۔

پس یہ مومن کا ہی مقام ہے کہ غائب خدا پر جو بظاہر شنیدہ اور غائب ہے اور اپنی صنعتوں اور قدرتوں سے دیدہ سے بھی ظاہر ہے، پختہ ایمان لا کر اس عالمِ دیدہ کو اس پر فدا کرتا ہے اور اس کی جستجو اور رضا حاصل کرنے میں ساری عمر اور پوری ہمت صرف کر کے اعتراف کرتا ہے۔

ما عبدنا حق عبادتك وما عرفنا حق معرفتك۔

یعنی ہم نے تیری کما حقہٗ عبادت نہیں کی اور نہ ہی ہم نے تجھے کما حقہٗ پہچانا ہے۔

اور ایثار و قربانی اور محبت و مودت اور شیدائیت و فدائیت کی وہ بے نظیر مثالیں پیش کیں کہ دنیا اس کا نمونہ پیش کرنے سے عاجز ہے۔ حضرت اسماعیلؑ ذبیح کی قربانی اس کا زندہ ثبوت ہے اور صحابہ کا زمانہ اور سیرت بیّن دلیل ہے۔

پس قربانی کی غرض شکم پرستی اور گوشت خوری نہ ہوئی بلکہ مومن کے تعلق باللہ، محبت و ایثار اور شیدائیت و فدائیت کا امتحان ہوا۔

پس اس میں بھی مومنین کے مختلف درجات ہیں جتنی کسی کی محبت اور دوستی زیادہ مضبوط ہوگی اتنا ہی اس کا امتحان اور قربانی سخت ہوگی۔ چنانچہ سیدنا حضرت ابراہیمؑ مقام خلّت و محبت میں سب سے

magazine.mohaddis.com

بڑھے ہوئے تھے۔ ان کا امتحان بھی سخت ہوا یعنی ہم سے اللہ تعالیٰ نے حیوان کی قربانی طلب کی اور سیدنا ابراہیمؑ سے لخت جگر (بیٹے) کی قربانی مانگی کیونکہ ان کی خدا دوستی اور محبت کے مقابلہ میں دنیا اور اس کی کوئی چیز حقیقت نہ رکھتی تھی۔ قرآن پاک نے اس کا نقشہ یوں کھینچا ہے۔

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانظُرْ مَاذَا تَرَىٰ ۚ قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۖ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ ○ فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ ○ وَنَادَيْنَاهُ أَن يَا إِبْرَاهِيمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا ۚ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ○ وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ ○ [1]

ابراہیمؑ جب ہجرت کر کے شام پہنچے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یا اللہ مجھے ایک صالح فرزند عنایت فرما۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک حلیم الطبع لڑکے کی بشارت دی تھی جو پوری ہوئی اور جب وہ لڑکا ایسی عمر کو پہنچا کہ ان کے ہمراہ کاروبار میں مدد کے لیے آنے جانے لگا تو ابراہیمؑ نے فرمایا کہ: برخوردار میں دیکھتا ہوں کہ میں تم کو (بامر الٰہی) ذبح کر رہا ہوں۔ اب تم بتاؤ کہ تمہاری کیا رائے ہے وہ بولے ابا جان! امر الٰہی بجا لانے میں مشورہ کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کو جو امر ہوا ہے بلا تامّل پورا کر دیجئے انشاء اللہ آپ مجھ کو صابرین سے پائیں گے۔ جب دونوں نے خدا کے حکم کو تسلیم کر لیا اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا دیا اور ذبح کر دیا تو ہم نے پکارا کہ اے ابراہیم! تو نے خواب کو خوب سچا کر دکھایا۔ ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں یعنی ان کی صدق دلی نیک نیتی اور اخلاص دیکھ کر ان کو نقصان سے بچا لیتے ہیں جیسے یہاں اسماعیل کی جان بھی بچا دی اور امتحان بھی لے لیا اور ان کی بجائے قربانی کیلئے دنبہ بھیج دیا۔

باپ بیٹے کا یہ کٹھن امتحان اور بہت مشکل گھڑی تھی جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے حل ہو گئی اور یہ ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کا ہی مقام محبت اور درجۂ خلّت تھا کہ وہ اس سخت ترین آزمائش میں بھی کامیاب ہو گئے اور قربانی

[1] سورۃ الصافات

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

کی غرض کو کامل طور پر پورا کر دکھایا اور محبت اور خدا دوستی کا بے مثال ثبوت دیا۔

اس قربانی میں جس قدر اخلاص، جذبہ محبت اور صدق دلی ہے کسی اور قربانی میں ممکن نہیں۔ کیوں کہ اس میں کسی قسم کا ذاتی فائدہ نہیں بلکہ بیٹے کو ذبح کرنا ہزاروں دنیاوی فوائد سے محرومی اور کروڑوں مسرتوں اور خوشیوں کے فنا کا باعث ہے۔ ہمیں بھی اسی جذبہ و دلولہ اور محبت و اخلاص سے قربانی کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہمیں یہی حکم دیا ہے۔ فرمایا:

لَنْ یَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ یَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِیْنَ ○

یعنی اللہ تعالیٰ کے ہاں قربانیوں کا گوشت اور ان کا خون نہیں پہنچتا۔ لیکن اس کے ہاں تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔ اسی طرح اس نے ان جانوروں کو تمہارے لیے مسخر کر دیا تاکہ تم ان کو اللہ کی راہ میں قربانی کر کے اس بات پر اللہ کی بڑائی بیان کرو کہ اس نے تمہیں قربانی کی توفیق دی اور (اے میرے حبیب) اخلاص سے قربانی کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجئے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قربانیوں کی کوئی چیز ہمیں نہیں پہنچتی صرف تقویٰ پہنچتا ہے۔ تقویٰ کا معنی ہے خدا کی ناراضگی سے بچنا اور دور رہنا۔ خدا تعالیٰ کی ناراضگی دو چیزوں سے ہوتی ہے:

۱۔ خدا کا امر ترک کرنے سے جیسے ابلیس علیہ اللعنۃ نے خدا کا امر ترک کیا تو خدا ناراض ہو گیا۔

۲۔ نہی میں یعنی منہیات میں واقع ہونے سے جیسے آدم نہی میں واقع ہوئے تو اللہ تعالیٰ ناراض ہو گئے

اس آیت میں تقویٰ سے مراد امر بجا لانا اور اخلاص و محبت سے تابعداری کرنا ہے۔ قربانی سے غرض اللہ تعالیٰ کا ہماری محبت اور تابعداری کی آزمائش کرنا ہے نہ گوشت اور خون۔ سو جس کی اللہ تعالیٰ سے سچی دوستی اور پوری محبت ہوگی وہ خدا کا پورا تابعدار ہوگا۔ قربانی بھی کرے گا اور دیگر جملہ امور بھی بجا لائیگا۔

قربانی کا ایک اور فلسفہ

جس قوم میں جانی مالی قربانی کا جذبہ اور مادہ نہ ہو وہ فاتح دنیا اور راہنمائے وقت نہیں ہو سکتی۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو قربانی کی عادت ڈالی۔ فرصت کی کمی مانع ہے ورنہ زیادہ مفصل لکھتا۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

اب قربانی کے بارہ میں کچھ ارشادات نبوی بھی عرض کرتا ہوں۔

(۱) عن ابن عمر قال : اقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالمدینۃ عشر سنین یضحی رواہ الترمذی

ابن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں اپنی زندگی کے دس سال گزارے ہیں اور ہر سال قربانی کرتے رہے ہے[1]

مرقات شرح مشکوٰۃ میں ہے:۔

یضحی اے کل سنۃ فمواظبتہ دلیل الوجوب

یعنی آپ ہر سال قربانی کرتے رہے پس آپ کا ہمیشہ قربانی کرنا وجوب[2] کی دلیل ہے۔

دو ضعیف حدیثیں بھی اس بارہ میں آئی ہیں جو مشکوٰۃ وغیرہ میں موجود ہیں۔ وجوب اور سنیت کی بحث کو ہم کسی دوسرے موقعہ کے لیے چھوڑتے ہیں۔ دونوں صورتوں میں فضیلت قربانی کے فریقین قائل ہیں۔

(۲) عن انس قال ضحّی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکبشین املحین اقرنین ذبحھما بیدہ وسمی وکبر قال رایتہ واضعا قدمہ علی صفاحھما ویقول بسم اللہ واللہ اکبر[3]

حضرت انس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دنبے چت کبرے، سینگوں والے قربانی کیے۔ آپ نے ان دونوں کو اپنے ہاتھ مبارک سے ذبح کیا اور بسم اللہ اللہ اکبر کہا درآنحالیکہ آپ ان کے پہلوؤں پر قدم رکھے ہوئے تھے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی کا جانور بہت عمدہ اعلیٰ ہونا چاہیے اور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا بہتر ہے۔

(۳) عن ابن عباس قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ستۃ عشر بدنۃ مع رجل الحدیث (مسلم)

---

[1] ترمذی [2] کسی امر پر ہمیشگی اس کے سنت مؤکدہ ہونے کی دلیل ہوتی ہے۔ کما تقرر فی الاصول ۱۲ (ادارہ)

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کے ساتھ ١٦ اونٹ قربانی کے لیے بھیجے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ایک آدمی کئی قربانیاں کر سکتا ہے اور قربانی کا مکے بھیجنا بھی ثابت ہوا۔

④ اور صحیح مسلم میں آیا ہے کہ آپ نے (حجۃ الوداع کے موقعہ پر) یکصد اونٹ قربانی کیے جس کی تفصیل یوں

ثم انصرف الی المنحر فنحر ثلثا وستین بدنة بیدہ ثم اعطی علیا فنحر ما غبر واشرکه فی هدیه ثم امر من کل بدنة ببضعة فجعلت فی قدر فطبخت فاکلا من لحمها وشربا من مرقها الحدیث

یعنی حجۃ الوداع میں آپ قربانی گاہ میں تشریف لے گئے اور اپنے ہاتھ مبارک سے ٦٣ اونٹ نحر کیے۔ سولہ باقی ماندہ حضرت علی کو دیے۔ انہوں نے ذبح کیے اور آپ نے علی کو اپنی قربانی میں شریک کر لیا اور ہر قربانی سے تھوڑا تھوڑا گوشت لے کر پکایا۔ پھر آپ اور علی نے کھایا اور شوربا پیا۔

اس حدیث سے کثیر تعداد میں قربانیاں دینا بھی ثابت ہوا اور یہ بھی کہ ہر قربانی سے گوشت تھوڑا تھوڑا کھانا مستحب ہے۔

⑤ عن زید بن ارقم قال قال اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یارسول اللہ ما هذه الاضاحی؟ قال سنة ابیکم ابراهیم علیه السلام قالوا: فما لنا فیها یارسول قال بکل شعرة حسنة قالوا فالصوف یارسول اللہ؟ قال بکل شعرة من الصوف حسنة رواہ احمد وابن ماجة

زید بن ارقم فرماتے ہیں کہ صحابہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ ہے۔ پھر صحابہ نے عرض کیا کہ ہمیں اس میں کیا ملے گا۔ آپ نے فرمایا۔ ہر بال کے بدلے ایک نیکی ملے گی۔ صحابہ نے عرض کیا۔ پھر کیا دنبے اونٹ کے بالوں کے عوض بھی ایک نیکی ملے گی؟ فرمایا، ہاں! ان کے ہر بال کے بدلے

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

بھی نیکی ملے گی۔

عن عائشة قالت: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما عمل ابن ادم من عمل یوم النحر احب الی الله من اهراق الدم وانه لیاتی یوم القیامة بقرونها واشعارها واظلافها وان الدم لیقع من الله بمکان قبل ان یقع بالارض فطیبوا بها نفسا رواه الترمذی وابن ماجة

حضرت عائشہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قربانی کے دن انسان جتنے بھی نیک اعمال کرتا ہے ان سب سے اللہ کو خون کا بہانا یعنی قربانی کرنا زیادہ محبوب ہے اور قربانی قیامت کے دن اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں سمیت آئے گی اور اس کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہو جاتا ہے۔ پس تم اس سے دلوں کو خوش کرو یعنی بڑے ثواب کی امید رکھو۔

قربانی کے شرائط

① عن جابر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تذبحوا الا مسنة الا یعسر علیکم فتذبحوا جذعة من الضان رواه مسلم

یعنی نہ قربانی کرو مگر دو دانت والا۔ بکری کے دانت جب گرتے ہیں تو سب سے پہلے دو اگلے دانت اگتے ہیں یعنی مسنہ وہ حیوان ہے جس کے کم از کم دو دانت نکل آئے ہوں۔ ہاں اگر دو دانتا جانور نہ ملے تو بھیڑ کا بچہ یا دنبہ کھیرا کر لو۔ ایسا کھیرا جو ابھی دو دانتا نہ ہوا ہو اور جس کی عمر سال کی ہو یا کم از کم نو دس ماہ کا ہو۔ [1]

② عن علی قال: امرنا رسول الله صلی الله علیه وسلم ان نستشرف العین والاذن وان لا نضحی بمقابلة ولا مدابرة ولا شرقاء ولا خرقاء رواه

[1] مسلم

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

الترمذی و ابوداؤد والنسائی والدارمی وابن ماجة الی قوله والاذن

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم حیوان کی آنکھ کان وغیرہ دیکھ لیا کریں اور یہ کہ ہم قربانی کریں اس جانور کی جس کا کان آگے یا پیچھے سے کٹا ہو یا چیرا ہو یا اس میں گول سوراخ ہو۔

(۴) عن البراء بن عازب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سئل ماذا یتقی من الضحایا فاشار بیدہ فقال اربعاً العرجاء البین ظلعها والعوراء البین عورها والمریضة التی البین مرضها والعجفاء التی لا تنقی رواہ مالك واحمد والترمذی وابوداؤد والنسائی وابن ماجة والدارمی

براء بن عازب، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا کہ کونسا جانور قربانی کے لائق نہیں آپ نے فرمایا لنگڑا ــــ جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو یعنی چل نہ سکے اور دوسرا کانا ــــ جس کا کانا پن ظاہر ہو۔ تیسرا بیمار ــــ جس کی بیماری ظاہر ہو۔ چوتھا دبلا ــــ جس کی ہڈیوں میں گودا نہ ہو۔

اس قسم کے عیب دار جانور قربانی کے لئے جائز نہیں۔ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اعضب القرن والاذن جانور قربانی کرنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ اعضب سے مراد نصف یا نصف سے زیادہ کان کٹا یا سینگ ٹوٹا مراد ہے۔ [۱]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جانور کا آدھے سے کم سینگ ٹوٹا ہو یا کان کٹا ہو تو پھر گنجائش ہے لیکن یہ حکم کٹے ہوئے کان کا ہے۔ اگر کان چیرا ہو یا سوراخ ہو پھر خواہ کان کے کسی حصے میں بھی ہو۔ ایسا جانور قربانی کرنا شبہ سے خالی نہیں۔ بہتر یہی ہے کہ بالکل صحیح سالم ہو تاکہ قربانی ایسا بہترین عمل شبہ و شک سے بالا رہے۔ تھن یا دم کٹا یا دانت ٹوٹا یا پیٹھ ایک طرف جھکی ہو تو حرج نہیں

نوٹ :۔ سینگ کی ٹوپی اتر جائے تو جائز نہیں کیونکہ ٹوپی سارے سینگ پر ہوتی ہے۔ لہٰذا وہ ٹوٹے کے حکم

[۱] منتقیٰ مع نیل الاوطار ج ۵: ۲۴۸

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

میں ہوگا۔

تتمہ: اب میں بطور تتمہ قربانی کا ارادہ رکھنے والے کے لیے ایک ضروری ہدایت اور قربانی کے گوشت کے متعلق امت محمدیہ کے لیے خصوصی رعایت کا ذکر کرتا ہوں۔

عن ام سلمة قالت قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل العشر و اراد بعضکم ان یضحی فلا یمس من شعرہ و بشرہ شیئا و فی روایة فلا یاخذن شعرا ولا یقلمن ظفرا

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب عشرہ ذی الحجہ شروع ہو اور تم میں جو کوئی قربانی کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ قربانی ذبح کرنے سے پہلے اپنے بال نہ منڈوائے اور ایک روایت میں ہے کہ نہ بال کٹوائے اور نہ ناخن ترشوائے [۱]

قربانی کی غرض گوشت خوری نہ تھی اور نہ وہ اس کے لیے ایجاد ہوئی تھی۔ لیکن ارحم الراحمین نے امت مرحومہ کو جہاں اور بہت سے انعامات سے نوازا ہے وہاں گوشتِ قربانی بھی حلال کر دیا ہے۔ قرآن میں ہے۔

فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ [۲]

یعنی تم خود بھی قربانی کا گوشت کھاؤ اور سوال نہ کرنے والے اور سوالی دونوں کو کھلاؤ۔

و اخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین و علی آلہ و اصحابہ و ازواجہ و اتباعہ و اھل بیتہ اجمعین

تصحیح

ماہنامہ "محدث" جلد ۱، عدد ۱ میں صدقۃ الفطر ـــــ کے مضمون کی تخریج نمبر ۲ (ص ۲۳) کے آخر میں لفظ "مسلم" زیادہ لکھا گیا ہے۔ قارئین اسے سہوِ کتابت سمجھیں اور تصحیح فرما لیں۔ (ادارہ)

---

[۱] مسلم [۲] سورۃ الحج: ۳۶

magazine.mohaddis.com

خلافتِ راشدہ میں نظم و نسق

پروفیسر سید ابوبکر غزنوی، ایم اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

خلفائے راشدین کا دور جہاں روحانی سعادتوں سے مالامال تھا معاشرتی اور سیاسی اعتبار سے بھی بے مثال تھا۔ خلفائے راشدین کی راتیں اللہ کے حضور میں قیام و سجود کی حالت میں گزرتی تھیں اور دن مخلوقِ الٰہی کی خدمت میں بسر ہوتے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے سوا دو برس کی قلیل مدتِ خلافت میں ایسے عظیم کارنامے سرانجام دیے کہ ان کے نقشِ لازوال ہیں۔ حضور اقدس (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے بعد سرزمین عرب پھر ایک بار انارکی اور طوائف الملوکی کا گہوارہ بن گئی تھی۔ امام طبری کہتے ہیں کہ:

"قریش اور ثقیف کے علاوہ تمام عرب حلقۂ اطاعت سے باہر ہونے لگے۔ مدعیانِ نبوت کی جماعتیں ملک میں شور برپا کر رہی تھیں اور منکرینِ زکوٰۃ مدینہ منورہ لوٹنے کی دھمکی دے رہے تھے۔ یہ صدیق اکبرؓ ہی کی ہمت، فراست اور استقامت تھی کہ حالات پر قابو پالیا۔ باغیوں کی طنابیں کھینچیں اور للکار کر کہا۔ "اینقص الدین وانا حی" کیا دینِ محمدؐ میں نقص پیدا کیا جائے گا اور ابوبکر زندہ ہوگا۔ پوری قوت کے ساتھ ہر فتنے کو دبا دیا۔ خلافتِ اسلامی کی داغ بیل حضرت ابوبکر ہی نے ڈالی"

خلافتِ راشدہ کی تاریخ کا ہر ہر ورق گواہی دیتا ہے کہ جمہور کے مشورے ہی سے تمام اہم کام سرانجام پاتے تھے۔ خلیفہ کا انتخاب بھی جمہور کے مشورے سے ہوتا تھا۔ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا جانشین

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

خود مقرر نہیں کیا بلکہ انتخاب کی آپس میں تیز تیز بحثیں ہوئیں اور آخر سب نے متفقہ طور پر حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

طبقات ابن سعد میں ہے:۔

"ان ابا بکر الصدیق کان اذا نزل به امر یرید فیه مشاورة اهل الرای واهل الفقه"

(کہ حضرت ابوبکر صدیق کو جب کوئی معاملہ درپیش ہوتا تو صاحب الرائے اور سمجھ بوجھ والے صحابہ سے مشورہ لیتے تھے۔)

حضرت عمرؓ نے تو باضابطہ مجلس شوریٰ قائم کی اور تمام قومی مسائل اس مجلس کے سامنے رکھتے تھے اور کثرتِ رائے سے تمام امور کا فیصلہ کرتے تھے۔ مجلسِ شوریٰ کے علاوہ ایک مجلس عام بھی حضرت عمرؓ نے قائم کی جس میں مہاجرین وانصار کے علاوہ تمام سردارانِ قبائل شریک ہوتے تھے۔ یہ مجلس نہایت اہم امور کے پیش آنے پر طلب کی جاتی تھی ورنہ روزمرہ کے کاروبار میں مجلس شوریٰ کا ہی فیصلہ کافی سمجھا جاتا تھا۔ مجلسِ شوریٰ کے انعقاد کا عام طریقہ یہ تھا کہ منادی "الصلوٰة جامعة" کا اعلان کرتا تھا۔ لوگ مسجد میں جمع ہو جاتے تھے پھر دو رکعت نماز پڑھ کر خلیفہ بحث طلب بات پر لوگوں کو خطاب کرتا تھا۔ اس کے بعد ہر ایک کی رائے دریافت کی جاتی تھی۔ خلافتِ راشدہ کی یہ ایک ابھری ہوئی خصوصیت ہے کہ محض اہمیت اور استحقاق کی بنا پر ہی عمال کو عہدوں پر فائز کیا جاتا تھا۔

حضرت ابوبکرؓ کہتے تھے کہ:۔

"میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو کوئی مسلمانوں کا حاکم مقرر ہو اور وہ کسی کو اہمیت واستحقاق کے بغیر کسی عہدے پر فائز کرے اس پر خدا کی لعنت ہو۔ خدا اس کا کوئی عذر اور فدیہ قبول نہ کرے گا۔"

خلفائے راشدین حکام کی کڑی نگرانی کرتے تھے۔ ان کا سخت احتساب ہوتا تھا۔ حضرت عمرؓ اپنے ہر عامل سے عہد لیتے تھے کہ:۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

(۱) وہ عیش وعشرت کی زندگی سے اجتناب کرے گا۔

(۲) ریشمی لباس نہیں پہنے گا۔

(۳) چھنا ہوا آٹا نہیں کھائے گا۔

(۴) اور اپنے دروازے پر دربان نہیں بٹھائے گا۔

(۵) اور حاجت مندوں کے لیے دروازہ ہمیشہ کھلا رکھے گا۔

امام بلاذری نے فتوح البلدان میں لکھا ہے کہ:۔

"حضرت عمرؓ ہر حاکم کے مال اور اسباب کی فہرست تیار کرواتے تھے اور جب کسی عامل کی مالی حالت میں غیر معمولی اضافے کی خبر ان کو ملتی تو جائزہ لے کر آدھا مال بیت المال میں داخل کرا دیتے تھے۔ ایک دفعہ بہت سے عمال اس بلا میں مبتلا ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے سب کی املاک کا جائزہ لے کر سب کے مال کا آدھا آدھا حصہ بیت المال میں جمع کرا دیا۔ حج کے زمانے میں اعلانِ عام ہوتا تھا کہ جس عامل سے کسی کو شکایت ہو وہ فوراً خلیفہ کے پاس چلا آئے۔ لوگ چھوٹی چھوٹی شکائیتیں بھی حضرت عمرؓ کے پاس لاتے اور وہ پوری مستعدی کے ساتھ ان کا تدارک فرماتے۔ حضرت عمروؓ بن العاص کے بیٹے نے ایک مصری کو ناجائز پیٹا اور کہا کہ ہم اکابر کی اولاد ہیں۔ حضرت عمرؓ کے پاس اس مصری نے شکایت کی تو فوراً عمروؓ بن العاص کے بیٹے کو بلوایا اور عمروؓ بن العاص کی موجودگی میں ان کے بیٹے کو درے لگوائے۔"

حضرت سعد بن ابی وقاص نے کوفہ میں ایک گھر تعمیر کیا جس میں ڈیوڑھی بھی تھی۔ حضرت عمرؓ نے اس خیال سے کہ حاجت مندوں کو حضرت سعد بن ابی وقاص سے ملنے میں دقت ہوگی۔ محمد بن سلمہ کو حکم دیا کہ جا کر ڈیوڑھی میں آگ لگا دیں۔ حکم کی تعمیل ہوئی اور حضرت سعد بن ابی وقاص پاس کھڑے خاموشی سے اپنے مکان کی ڈیوڑھی جلنے کا تماشا دیکھتے رہے۔

حضرت عثمانؓ کا مزاج اگرچہ دھیما اور حلم ان کے ضمیر میں گندھا ہوا تھا لیکن ان کے مزاج کا دھیما پن قومی اور ملی معاملات میں انہیں احتساب سے باز نہیں رکھتا تھا۔ سعد بن ابی وقاص نے بیت المال سے ایک

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

خطیر رقم لی جسے وہ ادا نہ کر سکے حضرت عثمانؓ نے نہایت سختی سے باز پرس کی اور معزول کر دیا۔ ولید بن عقبہ نے بادہ نوشی کی تو معزول کر کے اعلانیہ حد جاری کی۔

خلفائے راشدین جو عمال کی کڑی نگرانی کرتے تھے حتیٰ کہ کسی عامل کو رشوت ستانی، ذخیرہ اندوزی اور بددیانتی کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ سب سے سخت محاسبہ وہ اپنی ذات کا کرتے تھے۔ خلفائے راشدین ایک متوسط آدمی کا خرچ بیت المال سے لیتے تھے اور جیسا کہ تاریخ طبری میں ہے۔

"حلة في الصيف وحلة في الشتاء (ایک جوڑا گرمیوں میں اور ایک جوڑا سردیوں میں۔)" اس سے زیادہ بیت المال میں اپنا حق نہ سمجھتے تھے۔

حضرت ابوبکرؓ کپڑے کی تجارت کرتے تھے۔ خلافت کے بعد حسب معمول کندھے پر کپڑے کے تھان رکھ کر بازار کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں حضرت عمرؓ اور حضرت ابوعبیدہؓ سے ملاقات ہوئی انہوں نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا:

"اب آپ مسلمانوں کے حاکم ہیں۔ اگر آپ حسب معمول کپڑا فروخت کرتے رہے تو خلافت کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونا آپ کے لیے مشکل ہو جائے گا۔"

زمانہ خلافت میں انہیں بیت المال سے چھ ہزار روپیہ قرض لینا پڑا۔ وفات کے وقت وصیت فرمائی کہ میرا فلاں باغ بیچ کر میرا قرض ادا کیا جائے اور میرے مال سے جو چیز فالتو نظر آئے وہ حضرت عمرؓ کے پاس بھیج دی جائے۔

خلافتِ راشدہ کی تاریخ کا ہر ورق یہ گواہی دیتا ہے کہ وہ عہد دیانتداری، راست بازی اور عوام کی خوشحالی کا ایک بے مثال عہد تھا اور پاکستان کی تمام الجھنوں کا حل اسی میں ہے کہ اس ملک کو خلافتِ راشدہ کے سانچے میں ڈھال دیا جائے۔

یہ تقریر گذشتہ دنوں ریڈیو پاکستان کے تقریباً تمام سٹیشنوں سے نشر کی گئی ______

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

جناب خالد علوی ایم اے ایم۔او۔ایل

لیکچرر شعبۂ اسلامیات پنجاب یونیورسٹی

اصلاح معاشرہ کا اسلامی تصور

معاشرہ

معاشرہ عَاشَرَ یُعَاشِرُ کا مصدر ہے۔ اس کے معنی مل جل کر رہنے کے ہیں۔ اصلاح کا مادہ ص۔ل۔ح ہے عربی میں صلح صلاحاً کے معنی فساد زائل کرنا ہے۔ اَصْلَحَ شَیْئاً کے معنی اس نے کسی چیز کو درست کیا چونکہ معاشرہ کے معنی مل جل کر رہنے کے ہیں اس لیے معاشرہ سے مراد افراد کا وہ مجموعہ ہے جو باہم مل جل کر رہے۔ اجتماعیت کے بغیر انسانی زندگی ناممکن ہے اور انسان پیدائش سے لیکر موت تک معاشرے کا محتاج ہے۔ انسان ہر متعلقہ شے کے لیے معاشرے کا محتاج در دست نگر ہے۔ اگر اس سے تمام علائق حذف کر دیے جائیں تو پھر اس کے پاس کچھ باقی نہ رہے اور انسانی زندگی کی حیثیت ختم ہو جائے اجتماعی زندگی کے بغیر انسان کے اعمال، اغراض اور عادات کی کوئی قیمت نہ رہے۔

معاشرے مختلف بنیادوں پر قائم ہوتے رہے ہیں۔ مثلاً برادری، قوم، زبان، مذہب اور جغرافیائی حدود وغیرہ۔ انسانی تاریخ میں جتنے معاشرے تشکیل پاتے ہیں۔ ان میں تقریباً یہی عوامل کارفرما رہے ہیں۔ علماء معاشرت نے لکھا ہے کہ انسانی زندگی کی اجتماعی ترقی میں ان عوامل نے بہت اہم کردار انجام دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ انسان اپنی بنیادی ضرورتوں میں بقائے نسل اور تحفظ ذات کی طرف زیادہ توجہ دیتا رہا ہے۔ انسان کی اجتماعی زندگی پر نظر رکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس نے اپنی زندگی میں دو امور کو پیش نظر رکھا ہے۔

- ایک یہ کہ وہ اس طرح زندگی بسر کرے کہ اس کی اپنی ذات کی تکمیل ہو۔
- دوسرے یہ کہ ایسے اصول و ضوابط تیار کرے جن کے ذریعے وہ باقی انسانوں کے ساتھ خوشگوار تعلقات

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

قائم کرنے میں کامیاب ہو جائے۔

مختلف معاشروں کی تباہی

انسان نے یقیناً ہر دور میں کوشش کی ہے کہ اس کی معاشرتی زندگی مستحکم رہے۔ ہم جب حیاتِ انسانی ارتقاء پر نظر ڈالیں تو ہمیں اس کا رُخ اجتماعیت کی طرف نظر آتا ہے۔ تاریخ انسانی نے مختلف معاشرے تشکیل دیے اور گردشِ زمانہ نے مختلف معاشروں کو پیوندِ خاک بھی کیا۔ قرآن کریم نے بھی مختلف قوموں کی تباہی کا ذکر کیا ہے۔

قوم نوح کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

وَ اَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ[1] ہم نے اپنی آیتیں جھٹلانے والوں کو ڈبو دیا

ایک جگہ ارشاد فرمایا:

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ وَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ[2]

کیا تمہیں ان کی خبر پہنچی جو تم سے پہلے تھے؟ قوم نوح، عاد اور ثمود کی اور جو لوگ ان کے بعد ہوئے۔

ہدایت کو بھلا کر متکبرانہ رویہ اختیار کرنے والے معاشروں کو پیوند خاک کیا گیا۔ چنانچہ قارون اور فرعون کے ذکر میں قرآنِ پاک میں یوں وضاحت کی گئی ہے:

وَ قَارُوْنَ وَ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ وَ لَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ وَ مَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ۝ فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ

اور ہم نے قارون اور فرعون اور ہامان کو بھی ہلاک کیا اور ان کے پاس موسیٰؑ کھلی دلیلیں لے کر آئے تھے۔ پھر ان لوگوں نے زمین میں سرکشی کی اور بھاگ نہ سکے تو ہم نے ہر ایک کو اس کے گناہ کی سزا میں پکڑ لیا سو

---

[1] الاعراف ۶۴ [2] ابراہیم: ۹

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُم مَّنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُم مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْأَرْضَ ۚ وَمِنْهُم مَّنْ أَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ○ [1]

ان میں سے بعضوں پر ہم نے تند ہوا بھیجی اور ان میں سے بعضوں کو ہولناک آواز نے آ دبایا اور ان میں سے بعض کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور ان میں بعض کو ڈبو دیا اور اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا لیکن یہی لوگ اپنے اوپر ظلم کیا کرتے تھے۔

پچھلی قوموں کی تباہی پر غور کرنے کے ضمن میں فرمایا:

أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ كَانُوا مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَانُوا هُمْ أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ وَمَا كَانَ لَهُم مِّنَ اللَّهِ مِن وَاقٍ ○ [2]

کیا وہ زمین میں چلتے پھرتے نہیں پس دیکھتے ان کا انجام کیا ہوا جو ان سے پہلے تھے وہ قوت میں اور زمین میں نشانیاں چھوڑنے میں ان سے بڑھ کر تھے سو اللہ نے انہیں گناہوں کی وجہ سے پکڑا اور کوئی انہیں اللہ تعالیٰ (کی سزا) سے بچانے والا نہ تھا۔

معاشروں کی قسمیں

قرآنی آیات، تاریخی شواہد، زمین کے ذرات اور اس کے کھنڈرات سے یہ بات عیاں ہے کہ یہاں کئی معاشرے اپنی متعین زندگی گزار چکے ہیں۔ ان معاشروں کو ہم سہولت کے لیے دو قسموں میں تقسیم کر سکتے ہیں:

(۱) غیر اسلامی معاشرہ

(۲) اسلامی معاشرہ

[1] العنکبوت: ۴۰ [2] المؤمن: ۲۱

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

[illegible]سلامی معاشرہ

غیر اسلامی معاشروں میں تکمیل ذات کے لیے محدود مذہبی رسوم اور معاشرتی زندگی کے لیے وہ رسوم و [illegible]جات اور اصول و ضوابط ہوتے ہیں جنہیں انسانی ذہنوں نے وقتاً فوقتاً حالات کی مجبوریوں کے تحت [illegible]ر دباؤ کی وجہ سے ترتیب دیا ہے۔ ان معاشروں میں زندگی غیر متوازن اور عادات و اطوار غیر معتدل [illegible]تی ہیں اور تمام انسانی معاملات میں انفرادی، طبقاتی، قومی اور نسلی خود غرضیاں رونما ہو جاتی ہیں۔ دو [illegible]نسانوں کے تعلق سے لے کر قوموں کے تعلق تک کوئی رابطہ ایسا نہیں جس میں کجی نہ آگئی ہو۔

[illegible]سلامی معاشرہ

اس کے برعکس اسلامی معاشرہ ایک ایسی متوازن اور معتدل زندگی کا نام ہے جس میں انسانی عقل، رسوم و رواج اور معاشرتی آداب وحیِ الٰہی کی روشنی میں طے پاتے ہیں۔ یہ نظام ایسا جامع اور ہمہ گیر ہے کہ زندگی کے تمام مظاہر اور حیات کی جملہ سرگرمیاں اس کے دائرہ میں آجاتی ہیں۔ الہام ربانی کے اصولوں کے مطابق معاشرے کی صحیح زندگی اس کا توازن ہے جہاں کہیں پر توازن بگڑا وہیں فساد رونما ہو گیا۔ انسانوں کی معاشرتی تاریخ اصلاح و فساد، توازن و عدمِ توازن کی تصویر پیش کرتی ہے۔ ہر زمانے میں فساد کو مٹانے اصلاح پر گامزن کرنے کی کوششیں ہوتی رہی ہیں:

بگاڑ غالب رہا ہے

تاریخ سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ انسانی اصلاح کے تھوڑے بہت نتائج بھی مرتب ہوتے رہے لیکن بحیثیت مجموعی انسان کی معاشرتی زندگی میں بگاڑ غالب رہا۔ چنانچہ قرآن پاک میں ہے:

اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ط وَ　　اے آلِ داؤد شکر کرتے ہوئے عمل کرو اور

قَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ۝[1]　　میرے بندوں میں سے تھوڑے شکر گزار ہیں

اسی طرح قرآن پاک نے مختلف اقوام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

[1] سبا: ۱۳

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ ○ اور میخوں والے فرعون کے ساتھ جنہوں
الَّذِينَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ○ نے شہروں میں سرکشی کی سو ان میں بہت
فَأَكْثَرُوا فِيهَا الْفَسَادَ ○ [1] فساد کیا۔

چنانچہ اسی فساد کو مٹانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام و مصلحین کرام کو بھیجا، جو وقتاً فوقتاً اس فساد کو دور کرنے کے لیے اصلاحی کوشش کرتے رہے۔ اس وقت ہمارے پیشِ نظر یہ ہے کہ ہم اسلامی نقطہ نظر سے اصلاح معاشرہ کا تصور پیش کریں اور یہ جائزہ لیں کہ

* اسلامی لحاظ سے معاشرے کے اندر بگاڑ کیسے شروع ہوتا ہے؟
* اس کے اسباب کیا ہوتے ہیں؟
* نتائج کیا ہو سکتے ہیں؟
* اصلاح کیسے ہو سکتی ہے؟
* اصلاح کا طریق کار کیا ہو سکتا ہے؟

معاشرہ کے بگاڑ اور بناؤ کے ذکر سے قبل دو باتیں بیان کرنی بہت ضروری معلوم ہوتی ہیں:۔

○ فردِ معاشرہ کا خالقِ کائنات سے کیا تعلق ہے؟

○ فرد کا دوسرے افرادِ معاشرہ کے ساتھ اور معاشرے کی اجتماعی حیثیت سے کیا ربط ہے؟

کسی معاشرے کا تجزیہ کرنے کے لیے ان دو اصولوں کو پیشِ نظر رکھنا نہایت ضروری ہے کیونکہ ان دو اصولوں کی بنا پر انسان کی انفرادی سیرت کا تعین اور اجتماعی کردار کا مفہوم واضح ہو گا۔ ہم سب سے پہلے دیکھیں گے کہ افراد کے ذہنوں میں خدا کا تصور ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو ناقص ہے یا صحیح؟ اس کے بعد ہی فیصلہ ہو گا کہ افراد کا باہمی تعلق، ہمدردی، ایثار اور محبت و عفو کا ہے یا کینہ و عناد، انتقام اور سخت گیری کا؟ یہ وہ تجزیہ ہے جس سے معاشرے کے امراض کا پتہ چلتا ہے۔ پھر اس میں ایک اور بات

---

[1] الفجر: ۱۲-۱۱-۱۰

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

کا اضافہ کیا جاسکتا ہے کہ انسانی سیرت و کردار کی تکمیل کے لیے خدا کے کامل تصور کی ضرورت ہے۔ اگر خدا کا تصور ناقص ہو تو اس سے سیرت و کردار کی تکمیل بھی ناقص ہوتی ہے۔ پھر اصلاح احوال کی تدبیر بھی یہیں سے کی جاسکتی ہے۔ اس سے اصلاح کا تصور واضح ہوتا ہے کہ مرض اور بگاڑ کہاں ہے؟ اور اس کی اصلاح کس طرح ہوسکتی ہے۔ بنیادی طور پر اس کو دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں:۔

◎ فکر و نظر کا بگاڑ

◎ قول و فعل کا بگاڑ

(جاری ہے)

خواتین کے لیے شرعی دستور العمل

تہذیب النسواں و تربیۃ الانسان

مؤلفہ:۔ نواب شاہجہاں بیگم مرحومہ والیٔ بھوپال

مصدقہ:۔ نواب سید محمد صدیق حسن خاںؒ

پیش لفظ:۔ مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی۔

یہ کتاب ازدواجی زندگی میں آنے والے عمومی معاملات مثلاً عورتوں کے اہم امراض، تقریبات، عروسی لباس و آرائش، گھریلو زینت و زیبائش، قیام و طعام، عقیقہ و تعلیم، حقوق الزوجین، بیماری و تیمارداری، موت و تعزیت، تجہیز و تکفین نیز طلاق اور عدت وغیرہ کے قرآن و حدیث کی روشنی میں راہنمائی کرتی ہے۔

تہذیب النسواں: ہر پڑھی لکھی بہن کا زیور، بیٹی کا جہیز اور بہو کی ضرورت ہے۔ یہ کتاب متعدد مرتبہ شائع ہو کر مقبول عام ہو چکی ہے۔ عرصہ کی نایابی کے بعد حال ہی میں نئی آب و تاب اور شان و شوکت سے طبع ہو کر آگئی ہے۔ بڑا سائز۔ ۲۲۴ صفحات۔ سفید کاغذ۔ عمدہ طباعت و کتابت۔ اچھی جلد چار رنگا ٹائٹل۔

قیمت ۶ روپے۔

ملنے کا پتہ

المکتبۃ السلفیۃ ○ شیش محل روڈ ○ لاہور

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

شیخ عبدالغفار اثر۔ ایم اے (امرتسری) لاہور

پاکستان کا موجودہ فرسودہ نظامِ تعلیم

قوموں کے عروج و زوال کے سلسلہ میں اس امر سے زیادہ واضح تر کوئی حقیقتِ کبریٰ نہیں کہ علم و دانش اور ادب و حکمت کے بغیر انسانیت عظمیٰ کبھی سربلند اور سرفراز نہیں ہو سکتی اور پھر مسلمان قوم جس کا مزاج اور جس کا اوڑھنا بچھونا، چلنا پھرنا۔ اٹھنا بیٹھنا۔ پڑھنا پھولنا حتیٰ کہ جینے اور مرنے کا مرکز و محور علم ہی ہے۔

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی اقرأ یعنی پڑھائی کے امرِ الٰہی سے شروع ہوئی اور آخری وحی دین کی تکمیل کی خوشخبری پر منتج ہوئی۔ اور یہ دین کیا ہے؟ مذہبیت خداشناسی، اور انسانی زندگی کے گذارنے کے "علم" ہی کا دوسرا نام ہے۔

علم کبھی صفحۂ قرطاس پر نظر کے ذریعہ منتقل ہوتا ہے کبھی صوت و الفاظ سے سماعت کے ذریعہ قلبِ انسانی تک پہنچایا جاتا ہے۔ چنانچہ نومولود بچہ کے اس دنیا میں وارد ہونے کے بعد سب سے پہلے جو سلوک کیا جاتا ہے وہ یہ کہ اس کے کان میں اذان اور تکبیر کے مقدس الفاظ گونجتے ہیں۔ اسی طرح مرتے ہوئے انسان کو جن آخری معلومات کی یاددہانی کرائی جاتی ہے وہ کلمہ طیبہ ہے۔ اسی لیے حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

اُطلبو العلم من المهد الى اللحد

کسی نے اسی حدیثِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نہایت سادے الفاظ میں یوں قلمبند کیا ہے ۔

تم مہد سے لحد تک علم کے طالب رہنا

واہ! کیا خوب ہے فرمانِ رسولِ عربی ؐ

تاریخِ عالم گواہ ہے کہ جاہل، ان پڑھ، خداناشناس اور بے علم قوموں نے کبھی ترقی نہیں کی۔ اور

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

انسانی معراج پا نہ سکیں۔ بلکہ صفحۂ ہستی سے ان کا نام و نشان تک مٹا دیا گیا۔

لیکن اس حقیقت کے اظہار سے قلب و جگر شق ہوئے جاتے ہیں کہ آج وطنِ عزیز کو نقشۂ عالم پر دنیا کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت کے نام سے ابھرے پورے تیئیس ۲۳ سال کا طویل عرصہ گذر چکا ہے۔ لیکن اس ربع صدی میں قوم اس سے زیادہ جاہل ہے جبکہ ابھی غلام تھی۔ اور وہی تعلیم رائج ہے جو انگریز اپنے ذہنی غلام اور پست ہمت کلرک پیدا کرنے کے لیے نافذ کر گیا تھا۔

میں کہتا ہوں جاہل اور ان پڑھ ہونا بھی بعض ناگزیر حالات میں گوارا ہو سکتا ہے۔ لیکن گندہ، کفر ساز اور اسلام دشمن علم کبھی گوارا نہیں کیا جا سکتا۔ افسوس کہ ہم مدت سے اسی زہرِ ہلاہل کو پی رہے ہیں۔

ع آنچہ ما کردیم باخود ہیچ نابینا نہ کرد

آنے والی نسل اور تاریخ کا طالب علم ان بدقماش، اسلام دشمن، ملت کش اور قاتلانِ امتِ مسلمہ اور دشمنانِ ملتِ پاکستانیہ کو کبھی معاف نہیں کر سکتا جنہوں نے ہماری قیادت، ہماری سربراہی اور رہبری و رہنمائی کے پردے میں رہزنی کے فرائض سرانجام دیے۔ وزارتوں کے لیے محلاتی سازشوں اور ذلیل جوڑ توڑ میں لگے رہے اور پاکستان کے بارہ کروڑ مسلمانوں اور ملک و ملت کی فلاح و اصلاح کو قطعاً فراموش کر دیا اور ہمیں ان تینوں عظمتوں سے محروم رکھا جو قوموں کی سربلندی کے لیے ریڑھ کی ہڈی ہیں۔

(۱) ــــ علم

(۲) ــــ دستور و آئین

(۳) ــــ قومی زبان

ہم آج آزادی کی ربع صدی کے بعد انگریز کے پہلے سے زیادہ ذہنی غلام ہیں۔ پہلے سے زیادہ دین سے ناواقف۔ قرآن سے نفور۔ خدا و رسول کی عظمت کے پہلے سے زیادہ ناشناس اور نابلد ہیں۔ اسلامی بلکہ انسانی اخلاق رخصت ہو گیا ہے۔ ملک کا معاشرہ ذلیل جرائم کی آماجگاہ بن چکا ہے۔ ہمدردی۔ اخوت۔ فرض شناسی اور خدمتِ خلق کا جذبہ سرد پڑ چکا ہے۔ معاشرہ کا ہر فرد دولت کا پجاری۔ مادیات کا طالب۔ آسائش کا خوگر۔ عیش و عشرت کا دلدادہ اور دوسروں کا حق مارنے اور حق کھانے کا عادی ہو چکا ہے۔ ہماری نوجوان پود

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

جو سکولوں کالجوں سے فارغ ہو کر معاشرہ میں شامل ہوئی ہے یا زیرِ تعلیم ہے۔ انتہائی گستاخ، فرض ناشناس سینما کی عادی، فحاشی کی رسیا اور بے راہ روی کا منبع و مخرج بن چکی ہے۔ یہ سب اسی ذلیل، بے معنی، لغو اور لچر تعلیم کے برگ و بار ہیں جس میں نیکی، اصلاح، اخلاق، دین، مذہب کے سوا باقی سب کچھ ہے۔ اب یہی نوخیز نسل ملک میں اودھم مچانے کے لیے پر تول رہی ہے۔ خدا اور رسول کو دقیانوس، اسلام کو کہنہ، دین کو نامکمل اور قرآن کو فرسودہ قرار دے رہی ہے۔ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور خلافتِ راشدہ کی بجائے لینن، مارکس اور ماؤ ماؤ کے نظریات کی زیادہ شائق اور دلدادہ ہے جس کی نظریں مکہ و مدینہ کی بجائے ماسکو اور چین کی طرف اٹھ رہی ہیں اور قدیم مغربی تعلیم یافتہ طبقہ یورپ زدگی کا ذہنی مریض اور تہذیبِ افرنگ کا غلام بے دام بنا پھرتا ہے اگر کچھ کیا بی دنایابی ہے تو غلامانِ محمدؐ کی ہے۔ حاملانِ قرآن کی ہے اور دلدادگانِ دینِ مبین کی ہے اور بس۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کیوں؟

جَو بونے پر گندم نہیں کاٹتے۔ یہی اصولِ فطرت ہے۔ ہم نے اب تک جس قسم کی تعلیم کو اپنایا اس کے برگ و بار اور ثمرات تو یہی ہو سکتے تھے۔ جرائم۔ ہڑتالیں۔ بے حیائی۔ گھیراؤ۔ دھونس اور دھاندلی۔ ہماری موجودہ تعلیم نے ہمیں یہی کچھ عطا کیا ہے اور ہم نے اسے لعلِ گراں مایہ سمجھ کر قبول کر لیا ہے۔ اپنی تہذیب بھول گئے دوسروں کی نقالی کو فن کمال تک پہنچایا۔ اپنے جواہر پاروں کو خزف ریزے سمجھ کر چھوڑ دیا اور بے قیمت پتھروں کو درِ شہوار سمجھا۔

پاکستان میں تعلیم۔ ضابطۂ تعلیم۔ اصولِ تعلیم۔ طریقِ تعلیم۔ اصلِ تعلیم اور حصولِ تعلیم کے ساتھ جو جو مظالم روا رکھے گئے وہ ایک داستانِ خونچکاں بھی ہے اور افسانۂ دراز بھی۔

افسوس کہ ہمارے ملک کی زمام کار ان لوگوں کے ہاتھ آئی جنہوں نے انگریزی اور انگریزیت کے سوا کچھ نہ پڑھا نہ کچھ جانا۔ انہوں نے عافیت اسی میں سمجھی کہ پہلے ہی نظامِ تعلیم بلکہ اس سے بدتر نصاب کو بہ جبر ملک میں جاری رکھیں۔ یہاں تک سازش کی گئی کہ علم کو صرف اعلیٰ ملازمین اور امراء و وزراء کے بچوں تک محدود کر دیا جائے اور غرباء کے لیے علم کے دروازے چند در چند مشکلات و قیود پیدا کر کے ہمیشہ کے لیے بند کر دیئے

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

جائیں چنانچہ دورِ ایوبی میں جدید صحیفۂ "تعلیم" اسی بات کا غماز اور اسی جذبہ کا عکاس تھا جو بری طرح ناکام ہو کر اپنی موت آپ مر گیا۔ یہ صحیح علم سے محرومی ایک عظیم سازش اور ملتِ اسلامیہ سے عظیم دھوکہ وہی کا عمل مسلسل ہے جو آج تک بلا روک ٹوک جاری ہے۔ اور معلوم نہیں کب تک جاری رہے۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ اکثر و بیشتر دانشوروں اور فہمیدہ لوگوں کی زبانوں سے احتجاج ہوتا رہا۔ لیکن بس یہاں تک کسی نے تقریری رونا رو لیا اور کسی نے کچھ مضمون لکھ کر جگر کے پھپھولے پھوڑ لیے۔ نتیجہ صفر رہا۔

یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ ملک میں علمی استعداد روز بروز کم ہوتی جا رہی ہے۔ ملک رو بہ تنزل ہو گیا ہے۔

یورپین تہذیب اسلامی تمدن پر غالب آ چکی ہے۔ لکھوکھا مسلمان عیسائیت کی گود میں جا چکے ہیں۔ عیسائی مشنری اداروں نے عظیم مقبولیت حاصل کر کے مسلم شاہین بچوں کو اسلام کا دشمن بنا دیا ہے۔

ہماری تعلیم کے نصاب میں انگریزی لازمی ہے۔ ہومر۔ داحل۔ شیلے اور شکسپیئر کا کلام بلاغت نظام پڑھنا تو لازمی ہے لیکن اسلامیات عارضی۔ معمولی اور اختیاری ہے۔ دوسری طرف قرآنی تعلیم تو سرے سے غائب ہے۔

ہماری یونیورسٹیوں میں مخلوط تعلیم سے فحاشی کے سینکڑے نئے باب اور رومان کے ان گنت عملی افسانوں نے جنم لیا ہے۔ ہماری بچیاں نماز۔ روزہ۔ قرآن۔ تربیتِ اولاد۔ حقوق و فرائض امورِ خانہ داری اور اسلام کی روایتی حیاداری کی بجائے شمعِ محفل بن رہی ہیں اور عجیب و غریب چست لباس پہن کر ایک نئی مادر پدر آزاد مخلوق بن جانے پر مچل رہی ہیں۔ یہ سب ہماری تعلیمِ حاضر کے تحفے ہیں۔

میں پاکستان کے غیور مسلمانوں سے پوچھتا ہوں کیا پاکستان اسی لیے حاصل کیا گیا تھا؟ کیا لکھوکھا جانوں کی قربانی اسی لیے پیش کی گئی تھی؟ کیا ان گنت عصمت کے آبگینے اسی لیے ٹوٹے کہ اسلامی تعلیم کی جگہ شیطانی تعلیم کو رائج کیا جائے؟ ہماری گذشتہ دو سو سالہ تحریکِ آزادی۔ ہزارہا علمائے حریت کی قربانیاں سعیِ استخلاصِ وطن کے ذیل میں خونابہ فشانیاں۔ ہمارا ترکِ وطن اور ترکِ املاک اسی لیے تھا کہ مسلم شاہین بچوں کو جہاد فی سبیل اللہ کی جگہ کالجوں اور سکولوں میں سینما بینی، فحاشی۔ عریانی۔ بدمعاشی اور اسلام دشمنی کا سبق دیا جائے!!

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

کاش کہ میرے پاس کوئی آلہ نشر الصوت ہوتا تو میں اپنے وطنِ عزیز کے کوہ و دمن اور میدانوں کہساروں میں چیخ چیخ کر کہتا۔ اے لوگو خدا کے لیے سنبھلو! نوجوان نسل کو موجودہ تعلیم سے بچاؤ۔ یہ عفریت یہ زہر ہلاہل۔ یہ تباہی و بربادی اور ابدی حرماں نصیبی۔ بدقسمتی اور ذلت و ادبار کی پیغامبر اور تمہاری قومیت کی نسل کشی چمن مصطفوی کے لیے بادِ صرصر ہے۔ تم ابدی موت کی طرف سرپٹ دوڑے جا رہے ہو۔ کشتی بے ناخدا ابھی چٹانوں سے ٹکرائی کہ ٹکرائی۔ اگر کچھ مداوا ہو سکتا ہے تو کر لو۔ ورنہ پھر اس قیامت صغریٰ و کبریٰ کا ظہور ہو گا جس کے بعد ایک عالمگیر تباہی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا ؎

جاگو دگر نہ حشر نہ ہو گا پھر کبھی!
دوڑو! زمانہ چال قیامت کی چل گیا!

جواہر پارے

۱۔ من اللہ فاسئل کل امر تریدہ فما یملک الانسان نفعا ولا ضرا

جس کام کا بھی تو ارادہ کرے پہلے اللہ تعالیٰ سے دعا کر کیونکہ انسان کے قبضے میں نفع پہنچانا ہے نہ ضرر

۲۔ ولا تتواضع للولاۃ فانھم من الکبر فی حال تموج بھم سکرا

حکام کے ساتھ تواضع اور انکساری سے مت پیش آ کیونکہ وہ کبر و نخوت کے نشے میں مست ہوتے ہیں

۳۔ وایاک ان ترضی بتقبیل راحۃ فقد قیل عنھا انھا السجدۃ الصغریٰ

ان کی دست بوسی سے خوش مت ہو کیونکہ اسی کے متعلق کہا گیا ہے کہ وہ چھوٹا سجدہ ہے۔

(ابن جبیل)

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

مولانا محمد حنیف صاحب گوجرانوالہ

اسلامی مساوات

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ حجۃ الوداع اور خلفائے راشدین کے عہد کے آئینے میں

اسلام نے معاشرتی تنظیم کے لیے جو اصول وضع کیے ہیں اصولِ مساوات ان میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ اسی بنیاد پر معاشرے کا باقی ڈھانچہ تعمیر کیا گیا ہے اور معاشرتی قانون بنائے گئے ہیں۔

جان و مال اور عزت سب کے یکساں ہیں مساوات کے اصول کے تحت اسلام معاشرے کے ہر فرد کے جان، مال اور عزت کو یکساں محترم قرار دیتا ہے اور اس سلسلے میں کسی کے ساتھ کسی قسم کے امتیاز کا روادار نہیں ہے۔ وہ اس اعتبار سے کسی کو برتر نہیں مانتا کہ وہ اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھتا ہے یا اس کے پاس دوسروں کی نسبت مال زیادہ ہے یا وہ زیادہ زمین کا مالک ہے یا اس کا رنگ دوسروں سے اچھا ہے یا زیادہ پڑھا لکھا ہے یا کسی خاص علاقے کا باشندہ ہے یا وہ معاشرے میں کسی خاص حیثیت کا حامل ہے۔ اسلام کے مقرر کردہ قوانین معاشرہ کی نگاہ میں یہ سب حیثیتیں بے معنی ہیں اور اگر کسی موقع پر معاشرہ کے نظام میں خرابی کا باعث بنتی ہیں تو قانون کے مقابلے میں ایک پرکاہ کی حیثیت بھی نہیں رکھتیں اور پورے استغنا کے ساتھ ٹھکرا دی جاتی ہیں۔

اسلام اس بات کا بھی قائل نہیں کہ کسی شخص کو اس لیے حقیر سمجھا جائے کہ وہ غریب اور نادار ہے یا کوئی طاقت ور اس لیے دوسرے کے مال پر قبضہ کرلے کہ مقابل کمزور ہے۔ یا کم حیثیت والے کی عزت پر کوئی اس لیے ہاتھ ڈالے کہ وہ اعلیٰ حیثیت کا مالک نہیں۔ کسی شخص کا کمزور، نادار اور کم حیثیت ہونا قطعاً اس میں رکاوٹ نہیں بنتا کہ اس کو اس کے حقوق پورے پورے دیے جائیں اور اس کے مال جان اور عزت کا اسی طرح احترام کیا جائے جس طرح کسی طاقت ور، مالدار اور اعلیٰ حیثیت کے حامل

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

فرد کے مال و جان اور عزت کا احترام کیا جاتا ہے اور اس کو اس طرح تحفظ دیا جاتا ہے جس طرح کسی اعلیٰ سے اعلیٰ فرد کو حاصل ہوتا ہے۔

خطبہ حجۃ الوداع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر جو خطبہ ارشاد فرمایا وہ مکمل اسلامی نظام کا بہترین خلاصہ ہے اور جس مجمع میں آپ نے وہ خطبہ دیا وہ اس دور کے مسلمانوں کا عظیم ترین مجمع تھا۔ وہاں غریب بھی تھے اور امیر بھی، سرمایہ دار بھی اور مزدور بھی، زمیندار بھی تھے اور مزارع بھی۔ بڑے بڑے تاجر بھی تھے اور خوردہ فروش بھی، طاقتور بھی تھے اور کمزور بھی۔ علاقوں کے گورنر بھی تھے اور ان کی نگرانی میں زندگی گزارنے والی رعایا بھی۔ غرضیکہ عرب سوسائٹی کے تقریباً ہر طبقہ کے افراد موجود تھے۔ اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ الا ان دمائکم واموالکم واعراضکم حرام علیکم کحرمۃ یومکم ھذا فی شھرکم ھذا فی بلدکم ھذا۔

خبردار تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تمہارے لیے اسی طرح واجب الاحترام ہیں جس طرح تمہارا یہ دن، تمہارے اس مہینے میں اور اس شہر میں تمہارے لیے قابلِ احترام ہے۔

یہ ارشاد اسلامی معاشرہ کی بنیاد ہے اور اسے آپؐ نے سوا لاکھ کے قدسی صفات عظیم مجمع میں بیان فرمایا اور کسی قسم کا استثنا نہیں کیا بلکہ اس بات پر زور دیا کہ تم میں سے ہر شخص اس بات کا مکلف ہے کہ وہ دوسروں کی جان، مال اور عزت کا پورا پورا احترام کرے اور ان کو اتنا ہی قیمتی سمجھے جتنا وہ اپنے جان، مال اور عزت کو قیمتی سمجھتا ہے۔ نہ وہ ناحق کسی کی جان لے، نہ اس کا مال چھینے اور نہ اس کی عزت کو پامال کرنے کے درپے ہو، خواہ وہ مالدار ہے یا غریب۔ طاقتور ہے یا کمزور۔ اعلیٰ حیثیت کا مالک ہے یا ادنیٰ کا۔

پھر ان تینوں چیزوں کی قدر و قیمت کا اندازہ اس طرح کر دیا کہ ان کی حرمت کو حجۃ الوداع کے دن کی اس حرمت کے برابر قرار دیا جو ذوالحجہ کے مہینے میں اور مکہ مکرمہ میں لوگوں کے دلوں میں ہوتی ہے خصوصاً جب کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس ان میں شامل تھے۔

مساوات کے یہ اصول صرف وعظ و نصیحت کی چیز ہی نہیں بنے بلکہ اس کے لیے باقاعدہ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

آئین وضع کیے گئے اور پوری قوت اور حکومت کی مشینری کے ذریعے اس کو عملی جامہ پہنایا گیا۔

ایک طائرانہ نگاہ اس عملی پہلو پر بھی ڈال لیجیے۔

قریشی خاتون کا واقعہ بنو مخزوم کی فاطمہؓ نے جب چوری کی تھی تو اس کا ہاتھ اسی طرح کاٹ دیا گیا جس طرح اس جرم میں کسی دوسرے شخص کا ہاتھ کاٹا جاتا اور ان کا ایک اعلیٰ خاندان کا فرد ہونا قانون کے نفاذ کی راہ میں رکاوٹ نہ بن سکا۔ یہ ان کے اس جرم کی سزا تھی کہ انھوں نے اس مال کا وہ احترام نہ کیا جس کا وہ مستحق تھا۔

حضرت صدیقؓ کا پہلا خطبہ پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ جب منصب خلافت کے لیے منتخب ہوئے تو آپ نے اپنے پہلے ہی خطبے میں یہ حقیقت واضح کر دی کہ ہر شخص کے بنیادی حقوق یکساں حفاظت کے مستحق ہیں۔ فرمایا:

"تم میں کا کمزور میرے نزدیک طاقتور ہے۔ جب تک میں اس کا حق اس تک نہ پہنچا دوں اور تم میں کا طاقتور میرے نزدیک کمزور ہے جب تک میں اس سے حق وصول نہ کر لوں۔"

یہ فرمان اسی احساس کا مظہر تھا کہ شریعت محمدی میں ہر کسی کا جان و مال اور عزت یکساں محترم ہے پھر پورے دور صدیقی میں اس فرمان پر پورا پورا عمل ہوا۔

ابن عمر کو کوڑوں کی سزا اور یہ بھی واقعہ[1] ہے کہ حضرت عمرؓ کے بیٹے سے شراب نوشی کا فعل سرزد ہوا۔ تو وہ بھی قانون کی گرفت سے بچ نہ سکے۔ انھیں اسی طرح کوڑے مارے گئے جس طرح اس فعل کے مرتکب کسی دوسرے شخص کو مارے جاتے اور ان کا خلیفہ وقت کا بیٹا ہونا ان کے کسی کام نہ آیا بلکہ اس کا سبب بنا کہ جب وہ اپنی کمزوری اور تکلیف کی شدت سے فوت ہو گئے تو ان کی مردہ لاش پر کوڑوں کی تعداد پوری کی گئی۔ کیونکہ اگرچہ وہ خلیفۂ وقت کے بیٹے تھے لیکن قانون کی نگاہ میں ایک عام شہری تھے اور انھیں اس بات کی اجازت نہیں دی جا سکتی تھی کہ وہ کسی ایسے فعل کا ارتکاب کریں جس سے معاشرتی نظام میں خلل واقع ہونے کا خدشہ ہو اور دوسروں کے جان و مال اور عزت کے لیے خطرے

---

[1] واقعہ مشہور تو اسی طرح ہے لیکن پایہ ثبوت کو نہیں پہنچا۔ ۱۲ ادارہ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

کا سبب بنے۔

حضرت عمرؓ کا اپنا حال خود حضرت عمرؓ نے ایک دفعہ غصے میں ایک شخص کے سر پر کوڑا دے مارا اور لعد میں احساس ہوا کہ اس بے چارے کو ناحق مار پڑی ہے تو اس کے پیچھے بھاگے اور اسے اپنا بدلہ لینے اور ان کے سر پر کوڑا مارنے کے لیے مجبور کیا کیونکہ یہ بات ان کے ذہن میں پختہ تھی کہ اس شخص کی جان خود آپ کی اپنی جان سے کچھ کم محترم نہیں۔

حضرت علیؓ عدالت کے کٹہرے میں پھر چشم عالم نے یہ بھی دیکھا کہ خلیفۂ وقت حضرت علیؓ مدعی بن کر عدالت میں گئے تو مدعا علیہ کے ساتھ عدالت کے کٹہرے میں کھڑے ہوئے اور کھڑے رکھے گئے حالانکہ ان کا مدعا علیہ شخص ایک یہودی تھا۔ یہ سب اس لیے ہوا کہ خود حضرت علیؓ اور قاضی عدالت دونوں جانتے تھے کہ ایک مدعی کی حیثیت میں حضرت علیؓ کی ذات یہودی سے زیادہ محترم نہیں اور نہ ہی یہودی مدعا علیہ ہوتے ہوئے حضرت علیؓ سے کچھ کم احترام کا سزاوار۔

ایسے قوانین کے موجود ہوتے ہوئے اور ان پر عمل بھی کرنے کا نتیجہ تھا کہ مملکت اسلامیہ میں معاشرتی اعتبار سے پورا امن تھا اور ہر شخص دوسرے کے جان و مال اور عزت کا احترام کرتا تھا۔ اسی بنا پر یہ دعویٰ کیا گیا تھا کہ ایک عورت زیوروں سے لدی پھندی صنعا سے چل کر حضر موت تک سفر کرے گی اور اسے کسی انسان سے خوف نہ ہوگا۔

مساوات کا یہ تصور اسلام کے سوا دنیا کے کسی قانون میں نہیں پایا جاتا۔ حتیٰ کہ وہ ممالک بھی ایسی مساوات پیش نہیں کر سکتے جو آج تہذیبِ نو کی زمام قیادت سنبھالے ہوئے ہیں اور جنھیں دنیا بڑا مہذب سمجھتی ہے۔

ان کے ہاں انسان اور انسان کے درمیان بڑے بڑے امتیازات ہیں اور آئین میں ایسی دفعات رکھی جاتی ہیں جن کے ذریعے خاص حیثیت کے حامل افراد کو قانون کی گرفت سے بالاتر قرار دے دیا جاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ دنیا اپنی تمام تر ترقی کے باوجود آج تک معاشرے کی ان اقدار سے محروم ہے

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

جن کو مسلمانوں نے چودہ سو سال پہلے فروغ دیا تھا۔ کیونکہ دنیا کا کوئی قانون جان و مال اور عزت کے احترام کا وہ سبق نہیں دیتا جو اسلام دیتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ جب تک لوگوں کے دلوں میں دوسروں کی جان و مال اور عزت کا وہ احترام پیدا نہ ہو جائے معاشرتی خرابیاں موجود رہتی ہیں بلکہ ایک کے بعد دوسری جنم لیتی رہتی ہے اور اس کی نئی نئی صورتیں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ جس معاشرے میں یہ تصورِ احترام نہیں پایا جاتا وہاں چوری، ڈاکہ، زنا، قتل، رشوت، سود خوری وغیرہ کا خاتمہ نہیں ہو سکتا اور جس معاشرے میں یہ خرابیاں موجود ہوں اس کو کبھی پر امن معاشرہ نہیں کہا جا سکتا۔

دوسری طرف کچھ لوگ معاشی مساوات کے داعی ہیں حالانکہ یہ ایک ایسا مفروضہ ہے جسے آج تک دنیا کے کسی خطے میں ایک لمحہ کے لیے بھی حقیقت بننا نصیب نہیں ہوا۔

دراصل مساوات کا صحیح اور قابلِ عمل تصور وہی ہے جو اسلام نے دیا ہے اور اس سے دوسرا کوئی بھی تصورِ مساوات بالکل بے معنی ہے۔

دواخانہ رحمت

کالی کھانسی، چنبل، خارش ہر قسم، بواسیر خونی اور بادی اور نزلہ و زکام دائمی کا تیر بہدف علاج۔

حکیم عبد الجبار خلف الرشید حکیم عبد القیوم (مرحوم) ۱۲ ایبکلسن روڈ لاہور

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

فاضل نوجوان محمد زبیر سپرا

عالمی مسائل اور سوشلسٹ سرگرمیاں

◉ مشرق وسطیٰ ◉ بحر ہند

صدر ناصر کی وفات کے بعد قاہرہ کی قومی اسمبلی کے ۳۵۲ ممبروں نے وائس پریذیڈنٹ انوار السادات کو رسمی طور پر ملک کا نیا صدر چن لیا۔ مصری دستور کے مطابق یہ انتخابات ۶۰ دن کے اندر اندر ہونا تھا مگر یہ انتخاب ۹ دنوں میں کر لیا گیا۔ اس عجلت کی وجہ خواہ کچھ ہی ہو یہ بات تو عیاں ہے کہ حکومت کا کوئی اہل کار اس نازک وقت پر ایسی رائے نہیں دینا چاہتا تھا جو ایک طرف تو اُن کے باطنی جذبات نفرت کی غمازہ ہو اور دوسری طرف اس مخالفت کی پاداش میں انھیں جن حالات کا سامنا کرنا ممکن تھا، اس کے لیے وہ تیار نہ تھے۔ اس کے علاوہ روس بڑی جلدی میں تھا۔ روسی وزیر اعظم نے جو ناصر کی وفات کے فوراً بعد قاہرہ پہنچے۔ انوار السادات، سابق وزیر اعظم علی صابری اور وزیر جنگ محمد فوزی سے بالترتیب تین لمبی لمبی ملاقاتیں کیں۔ باقی رہا ان ملاقاتوں کا پس منظر کیا تھا؟ اسے سمجھنا کچھ زیادہ مشکل نہیں ہے۔

گزشتہ دنوں روس کی طرف سے نائب وزیر خارجہ والدیمیرایم ونوگرہڈوو کو مصر میں سفیر مقرر کیا گیا۔ اسے آنجہانی سرجی اے کی جگہ پر مقرر کیا گیا تھا۔ ہمارے نزدیک اس کی اس تقرری سے بھی اس پس منظر کو سمجھنے کے لیے کافی مدد مل سکتی ہے۔

نئی حکومت کے عزائم اور اسرائیلیوں کی پوزیشن: ادھر انوار السادات نے اسرائیل کے ساتھ عبوری جنگ بندی کا عرصہ گزر جانے کے بعد جنگ بہر حال لڑنے کا تہیہ کر رکھا ہے جب تک کہ اسرائیلی فوجیں ۱۹۶۷ء کی جنگ بندی لائن پر واپس لوٹ نہیں جاتیں۔ پھر محمود ریاض نے امریکی سامراج پر تنقید کرتے ہوئے

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

اس بات کی طرف اشارہ کیا تھا کہ اب مصر کس طرف رُخ کرے گا۔

نیویارک میں گزشتہ دنوں چار بڑی طاقتوں کا غیر سفارتی اجلاس منعقد ہوا تھا جس میں مشرق وسطیٰ کے بارے میں تصفیہ طلب امور پر بحث کی جانی تھی مگر امریکی نمائندہ صرف اس وجہ سے اجلاس سے واک آؤٹ کر گیا کہ اس نے پہلے یہ شرط رکھ دی تھی کہ وہ اس وقت تک اس اجلاس میں شریک نہیں ہوگا جب تک کہ نہر سویز سے روسی میزائل ہٹانے کی قرارداد منظور نہیں کی جائے گی۔ جبکہ محمود ریاض نے اعلان کر دیا تھا کہ نہر سویز سے ایک میزائل بھی نہیں ہٹایا جائے گا۔ یہ میزائل تقریباً تیس مقامات پر نہر کے ساتھ ساتھ لگے ہوئے ہیں اور وہ اسرائیل سے اتنے نزدیک ہیں کہ ان سے اسرائیل پر آسانی سے حملہ کیا جا سکتا ہے۔ ان مقامات کو اور قریب لایا جا رہا ہے اور ان میں اضافہ بھی کیا جا رہا ہے۔ جنگ بندی کے باوجود معمولی معمولی جھڑپوں کا سلسلہ جاری ہے اور دونوں طرف سے اقوام متحدہ میں شکایات پہنچائی جا رہی ہیں۔

صدر ناصر کی وفات، اور اردن میں خانہ جنگی کے واقعات سے اسرائیل کے کچھ حوصلے بلند ہوئے تھے مگر انوار السادات کی انتہا پسندی اور روس کی مسلسل امداد کی وجہ سے وہ اب خائف نظر آ رہا ہے۔ دوسری طرف امریکہ کی طرف سے اسرائیل کی پُشت پناہی اور مسلسل فوجی امداد کے علاوہ فوج کی افرادی قوت میں نازک اوقات کے دوران مغربی طاقتوں اور خود اسرائیل کے رضا کاروں کی خدمات کا سہارا اس کے لیے کسی وقت بھی کم دلی کا سبب نہیں بنا اسے یہ بھی معلوم ہے کہ امریکہ کا اس کے ساتھ اور روس کا عربوں کے ساتھ خلوص کس حد تک سچا ہے۔ پھر ۱۹۶۷ء کی جنگ میں جنگی منصوبہ بندی میں کون سی طاقت برتر رہی ہے۔ اسے یہ بھی معلوم ہے کہ عراق اور شام کی فوجی طاقتوں میں لڑنے کی صلاحیت اور معیار کیا ہے۔ اسے اگر ڈر ہے تو اردن کی شیر دل بری فوج سے ہے باوجود انتہائی کم وسائل کے اس میں لڑنے کی پوری پوری صلاحیت اور حوصلہ موجود ہے لہٰذا اسرائیل کی جنگی تیاریوں کا تمام تر مرکز مصر اور اردن کے محاذ پر ہے۔ مصر سے اس لیے خائف ہے کہ وہ طاقت کے لحاظ سے اس کا ہم پلہ ہے۔ چنانچہ اردن کے حوصلے پست کرنے کے لیے اس نے جارج حبش اور نائف حواتمہ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

جیسی عیسائی فلسطینی تنظیموں کو حریت پسند تنظیموں میں چھوڑ رکھا ہے۔ حقیقت میں اس طرح کی دیگر تنظیمیں جو اصل میں سامراجی طاقتوں کی ایجنٹ ہیں یہودیوں کے مشن کو پورا کرنے کے لیے سوشلزم کا لبادہ اوڑھ کر ان کی صفوں میں انتشار پیدا کر رہی ہیں۔

عرب میں کمیونسٹ اور سامراجی تنظیموں کا ورود سوال پیدا ہوتا ہے کہ تحریک آزادی میں کمیونسٹ اور سامراجی تنظیمیں کہاں سے اور کب داخل ہونا شروع ہوئیں۔ یہ ایک لمبی بحث ہے۔ صرف اتنا بتا دینا کافی ہے کہ تحریک آزادی جب صرف مظاہروں تک محدود تھی تو ان مظاہروں کے دوران اکثر اوقات خونریز تصادم بھی ہو جاتا۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد ۱۹۲۰ء میں فلسطینی قوم پرست تحریک میں ایسے عرب باشندوں نے آنا شروع کر دیا جو کمیونسٹ اور بورژوائی طبقے سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے آنے کے بعد تحریک میں مختلف تبدیلیاں پیدا ہونا شروع ہو گئیں۔ جولائی ۱۹۲۲ء میں فلسطین میں ان کی چھوٹی چھوٹی پارٹیاں ایک سیاسی پارٹی کی تشکیل کا باعث بنیں جسے استقلال پارٹی کے نام سے پکارا جانے لگا۔ اس جماعت کا بھی نعرہ وہی تھا جو آج ہمارے یہاں سوشلسٹ اور دیگر بائیں بازو سے تعلق رکھنے والی پارٹیاں لگاتی ہیں جس کا بنیادی مقصد انگریزوں اور امریکی حکومتوں کو سامراج حکومتیں قرار دے کر ان کے خلاف مزید نفرت پھیلا کر کمیونسٹ اور سوشلسٹ حلقوں کی طرف سے یہ تاثر دلانا کہ وہی عوام کی حمایت کا دم بھرتی ہیں۔ انھوں نے اپنے ایک اعلان میں جاگیردارانہ قیادت پر نااہلی کا الزام لگایا۔ اور سامراج کے خلاف تشدد کے ذریعے تحریک کو اس کے اعلیٰ و ارفع مقاصد حاصل کرنے کا اپنا مقصد قرار دیا۔

۱۹۳۳ء میں مظاہروں کی نوعیت بدل گئی۔ ان میں یہودیوں کی نسبت برطانیہ کے خلاف زیادہ زہر اگلا گیا۔ اس کے بعد ۱۹۳۹ء میں تنظیم دو واضح دھاروں میں بٹ گئی۔ ان میں سے ایک کا تعلق دائیں بازو سے تھا جس میں موسیٰ عالمی، احمد شکیری اور دیگر مشہور و معروف لوگ شامل تھے۔ ان کا خیال یہ تھا کہ عرب قوم کا پہلا فرض مغربی ملکوں کے ساتھ باہمی احترام و مساوات کی بنیادوں پر اپنے تعلقات استوار کرنا ہے۔ دوسری تنظیم کا تعلق بائیں بازو سے تھا۔ اس تنظیم میں کمیونسٹ یہودی بھی

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

شامل تھے۔ عرب کمیونسٹوں نے یہودیوں سے الگ ہو کر لیگ۔ فار نیشنل لبرٹی کے نام سے ایک نئی جماعت قائم کر لی۔ ان کی نظر میں یہودیت نسلی نہیں بلکہ سیاسی مسئلہ تھا۔ اور وہ آزاد جمہوری فلسطینی ریاست کے قیام کے لیے جدو جہد کے خواہاں تھے۔

بعد میں کئی فاشسٹ طرز کی نیم فوجی تنظیمیں معرض وجود میں آئیں۔ ان میں "نجدہ" اور "فتوا" دو مشہور تنظیمیں شامل تھیں۔ اگرچہ یہ دونوں تنظیمیں مٹ گئیں لیکن اپنے پیچھے ایک ایسا سلسلہ چھوڑ گئیں جس کی کی کڑیاں آج کل کی تنظیموں سے ملتی ہیں۔ آپ کو یہ جان کر تعجب ہو گا کہ شاہ حسین کی حکومت کا تختہ اُلٹنے کے لیے ان تنظیموں نے متعدد بار شاہ حسین کو قتل کرنے کے منصوبے بنائے اور حملے کیے مگر ہر بار وہ ناکام رہے۔ حریت پسندوں سے موجودہ جنگ صدر ناصر کی "ایک تیر سے دو شکار" پالیسی کا نتیجہ تھا۔ اسے معلوم تھا کہ حریت پسند اس قوت کے مالک بن گئے ہیں کہ وہ شاہ حسین سے ٹکر لیں ایک طرف تو شاہ حسین کو تحریری طور پر کہا کہ حریت پسندوں کو کچل دو کیونکہ وہ مشرق وسطیٰ میں کسی بھی پالیسی پر بھی کام کرنے نہیں دیں گے۔ دوسری طرف حریت پسندوں کی پشت پناہی کی کہ کسی طرح اردن کی حکومت بھی سوشلسٹ عربوں کے زیر نگین آجائے۔ اس راز کے افشا پر صدر ناصر کے دل پر دورہ پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا جو شاہ حسین نے عرب کانفرنس میں دستاویزی ثبوت کے طور پر مہیا کیا۔

امریکہ اور روس کی مشرق وسطیٰ میں دلچسپی اور ان کے مسائل کو پیچ در پیچ اُلجھانے کا مقصد صرف یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے اثر و نفوذ مٹا کر اس خطہ کو اپنی مطلب برآری کے لیے استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ روس نہیں چاہتا کہ یہودیوں کا یہاں نام و نشان تک مٹ جائے اور نہ ہی امریکہ اس گمان میں ہے کہ وہ عربوں کو ملیا میٹ کر کے یہودیوں کو اپنے سر چڑھا لے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ امریکہ اور روس عربوں اور یہودیوں کے درمیان طاقت کا توازن اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہتے ہیں، جس کا بالآخر نتیجہ یہ نکلے گا کہ عرب اور اسرائیل دونوں مٹ جائیں گے۔ اور تاریخ پھر نئے سرے سے وہاں پر اپنے نئے دور کا آغاز کرے گی۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ دنیا کی سیاست پر دو قوتیں چھائی ہوئی ہیں۔ دونوں قوتیں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے اور اندرونی نفاق رکھنے کے باوجود اس امر پر متفق ہیں کہ کوئی تیسری قوت ابھر کر ان کے مدمقابل نہ آنے پائے۔ اس کے لیے ان کے آپس میں کچھ خفیہ معاہدے بھی ہیں جہاں بھی انھیں ایسی قوت کے ابھرنے کا خدشہ درپیش ہوتا ہے۔ وہاں جنگ مسلط کر دی جاتی ہے یا ان کو خانہ جنگی میں مبتلا کر دیا جاتا ہے "تاکہ اس قوت کو پنپنے کا موقع ہی نہ ملے۔ اس وقت انھیں سب سے زیادہ خدشہ چین اور اسلامی ملکوں سے ہے۔ چینی قوت کو ختم کرنے کے لیے ویت نام، کوریا اور کمبوڈیا وغیرہ کی طویل جنگیں دنیا کی نظروں سے پوشیدہ نہیں۔ ویت نام کو شمالی اور جنوبی ویت نام اور کوریا کو بھی شمالی اور جنوبی کوریا، جرمنی کو مشرقی و مغربی جرمنی میں تقسیم کرنا اور بندر بانٹ کا پس منظر بھی یہی ذہنیت ہے۔ ادھر ترکی کا قبرص، عربوں میں فلسطین، پاک و ہند میں کشمیر ایسے مسائل ہیں جو کبھی پر امن بات چیت اور مناسب ذرائع سے حل نہیں ہو سکتے۔ ان کے لیے لازمی فیصلہ کن جنگوں کی ضرورت ہے۔ اس صورتِ حال سے یہ دونوں قوتیں دوسری قوموں کو بلیک میل کر رہی ہیں اور ہر محاذ آزادی پر انھوں نے اپنے ایجنٹ چھوڑے ہوئے ہیں اور ہر جگہ نام نہاد طاقت کا توازن قائم رکھنے کے لیے انھوں نے ایک ہی قسم کی قوم کو دو متحارب قوتیں بنا دیا ہے "تاکہ یہ قومیں آپس میں لڑتی رہیں اور دنیا میں طاقت کی اجارہ داری ان کی رہے۔

اب بحرِ ہند سے برطانیہ کے جانے کے بعد دونوں قوتیں اس بات کا اندازہ کر رہی ہیں کہ کون یہاں پر مسلط ہوگا۔ سیاسی مبصروں کے خیال کے مطابق دونوں قوتوں میں اس بارے میں خاصی حد تک مفاہمت ہو چکی ہے لیکن درپردہ دونوں ایک دوسرے سے سبقت لے جانا چاہتے ہیں اور اپنی اپنی اجارہ داری کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ اگر مفاہمت کی کوئی صورت پیدا ہوئی تو قوت کے سامنے دیوار کھڑی کرنے کے مقصد کے پیشِ نظر ہوگی۔ دونوں قوتیں چاہتی ہیں کہ برصغیر پاک و ہند پر چین کے اثرات نہ پڑنے پائیں لیکن پاک چین دوستی ان کے راستے میں حائل ہے۔ اس لیے برصغیر میں اپنا اثر و نفوذ ڈالنے کے دو طرح کے حربے استعمال کر رہے ہیں اور کریں گے۔ ایک تو یہ کہ کسی طرح دونوں ملکوں کے

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

درمیان مشترکہ دفاعی معاہدہ ہو جائے یا مفاہمت کی کوئی اور صورت ہو جائے۔ دوسرے یہ کہ ان دونوں ملکوں کے اندر خانہ جنگی کا بیج بو دیا جائے اور انھیں کمزور تر کر کے ان پر بتدریج جنگ مسلط کی جائے۔ جنگ کی صورت میں دونوں ملک چار و ناچار ان کی جھولی میں آ گریں گے اور پھر ان سے جو چاہیں گے منوالیں گے۔ اس سلسلے میں حالات و واقعات گواہ ہیں کہ کیا کچھ نہیں کیا جا رہا۔ روس اس سلسلے میں اس مہم کو سر کرنے کے لیے نہایت تیزی کے ساتھ ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔ حال ہی میں افغانستان میں جنگی اہمیت کی بڑی شاہراہ کی تعمیر، جزائر نکوبار اور انڈیمان، سنگاپور میں بحری مراعات، بحیرۂ قلزم کے دہانے پر واقع سکوٹرا کے بے آباد جزیرے میں بحری ریڈار سٹیشن اور اسلحہ کے ڈپو کی تعمیر، جنوبی یمن میں روس کے فوجی اڈے کی تعمیر یہ سب اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔ اگر روس بحرِ ہند پر اپنا تسلط جمانے میں کامیاب ہو گیا تو امریکہ کو اپنے مفادات کے پیش نظر روس سے مفاہمت کرنا پڑے گی تاکہ چین کی بحریہ کو اس کی حدوں سے تجاوز نہ کرنے دیا جائے لیکن روس کی یہ کوشش عالمی جنگ کا پیش خیمہ بھی بن سکتی ہے۔ کیونکہ امریکہ کبھی بھی روس کو مکمل طور پر یہاں مسلط نہیں ہونے دے گا۔ لا محالہ اسے برصغیر کے ملکوں کا سہارا لینا پڑے گا۔

اعلان

ہمارے فاضل دوست جناب چودھری محمد زبیر سپر آنے ہمیں برائے اعلان یہ اطلاع بھیجی ہے کہ وہ اپنی شدید مصروفیات اور مضمون کی اہم تاریخی حیثیت کے سبب سے محدث کے شمارہ جنوری (۱۹۷۱ء) کے لیے اپنا مضمون (جو حریت پسندوں میں کمیونسٹ تنظیموں کے تعلق کے بارہ میں ہے) نہیں بھیج سکے جس کا وعدہ انہوں نے دسمبر ۱۹۷۰ء میں شائع شدہ مضمون بعنوان "مشرقِ وسطیٰ کا المیہ" کے آخر میں کیا تھا۔ اس وعدہ کا ایفاء وہ انشاء اللہ جلد ہی کسی فرصت کے وقت میں کریں گے۔ ادارہ محدث مضمون کے آنے پر قریبی اشاعت میں اسے ہدیہ قارئین کر دے گا ان شاء اللہ

(ادارہ)

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

محدث کے زرِ سالانہ کے سلسلہ میں

ضروری وضاحت

ماہنامہ "محدث" ایک دینی و علمی مجلہ ہے۔ احباب، دینی جرائد و رسائل کے سلسلہ میں پیش آمدہ مالی مشکلات سے بخوبی آگاہ ہیں۔ ان کا اجراء صرف دینی جذبہ کے تحت تبلیغ اسلام کے مقصد سے کیا جاتا ہے اور خریدار جو سالانہ چندہ دیتے ہیں وہ صرف ایک ادنیٰ مالی تعاون ہوتا ہے جس پر انحصار نہیں کیا جا سکتا۔

محدث کے لیے دس روپے سالانہ موجودہ مہنگائی کے دور میں ایک معمولی زرِ تعاون ہے لیکن ہم نے دینی تبلیغ و اشاعت کے جذبہ سے قارئین کے لیے یہی کافی سمجھا ہے ہم دوسرے رسالوں سے مقابلہ کی نیت سے نہیں بلکہ صرف حقیقتِ حال کے اظہار کے لیے یہ وضاحت کر رہے ہیں کہ "محدث" لیتھو کی بجائے نفیس کتابت اور فوٹو آفسٹ کی حسین طباعت کا حامل ہوتا ہے جس پر فی ہزار تین گنا زیادہ خرچ آتا ہے اسی طرح سفید کاغذ عام اخباری کاغذ سے دوگنا سے بھی زیادہ مہنگا ہے اور پھر سرورق آرٹ پیپر نہایت اعلیٰ قسم استعمال کیا جاتا ہے جس پر بلاکوں کی رنگین چھپائی

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

ہوتی ہے۔ یہ سب کچھ ایک علمی اور دینی پرچہ کے وقار کے لیے ہے بنز اخباری کاغذ جلد بوسیدہ ہو جاتا ہے جس سے علمی مواد جلد ضائع ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ قارئین کرام کو معلوم ہے کہ ان حالات میں ہمارے اخراجات بہت ہیں جن کی وجہ سے ہم مزید رعایات کے متحمل نہیں ہو سکتے۔

ہمارا ارادہ تھا کہ غریب اور نادار طلبہ کے لیے الگ فنڈ قائم کر کے ان سے نصف زرسالانہ (پانچ روپے) وصول کیا جائے لیکن یہ کام نہ ہو سکا ہمارے رعایتی زرسالانہ کے لیے وضاحت نہ ہونے کی وجہ سے کئی اصحاب رعایت کا مطالبہ کرتے ہیں جو ہمارے لیے بارگراں ہوتا ہے۔

امید ہے کہ احباب اس وضاحت کو کافی سمجھیں گے اور زرسالانہ دس روپے ہی ارسال فرمائیں گے
(ادارہ)

"محدث" کے لیے زرسالانہ کی تفصیلات

مغربی پاکستان کے لیے	-/۱۰ روپے	مشرقی وسطیٰ کے لیے	پونڈ ۵ شلنگ (ہوائی ڈاک)
مشرقی پاکستان کے لیے	-/۱۱ روپے (ہوائی ڈاک)	مغربی ممالک کے لیے	پونڈ ۱ شلنگ (ہوائی ڈاک)

اگلا شمارہ بذریعہ وی۔ پی۔ آئے گا

جن احباب کو "محدث" کا شمارہ نمونہ کے طور پر بھیجا گیا ہے انھیں آئندہ شمارہ برائے مارچ ۷۱ء (محرم ۱۳۹۱ھ) بذریعہ وی۔ پی۔ ۵۰۔ ۱۰ روپے میں بھیجا جائے گا۔ امید ہے کہ ہمارے کرم فرما اسے وصول کر کے دینی جذبہ اور تعاون کا ثبوت دیں گے اور اسے واپس کر کے ادارہ کو زیر بار ہونے سے بچائیں گے۔
جو احباب وی پی کے حق میں نہ ہوں وہ ادارہ کو فوری اطلاع دے کر ممنون فرمائیں (ادارہ)

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

یادِ رفتگاں

مولانا عبدالسلام فاضلِ مدنی

آہ! مولانا عبداللہ کلسوی رحمۃ اللہ علیہ

دنیا میں حافظِ قرآن تو بہت ہیں لیکن حافظِ نماز بہت کم دیکھنے میں آئے ہیں۔ ان میں سے ایک حضرت مولانا عبداللہ صاحب کلسوی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے جو ۱۱ جنوری ۱۹۷۱ء بروز پیر کی صبح سے چند گھنٹے پہلے ہمیں ہمیشہ کے لیے داغ مفارقت دے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

یہ حقیقت ہے کہ ایسے عالم باعمل کے اٹھ جانے سے جو خلاء پیدا ہو چکا ہے وہ مشکل سے ہی پورا ہو گا۔ چند ہی سالوں میں ہم سے علم و عمل کے بیش بہا موتی، موت کے آہنی پنجہ نے چھین لیے۔ اگرچہ وہ دنیائے فانی اور دورِ فتن سے محفوظ ہو کر ہمیشہ کے لیے میٹھی نیند سو چکے ہیں۔ لیکن ان کے چلے جانے سے ہماری ذمہ داریاں بہت بڑھ گئی ہیں۔ کیونکہ ہم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ جو کام وہ سرانجام دیتے رہے اس میں کمی واقع نہ ہو۔ لیکن کون ہے جو ان کے عالی مقام مسانددرس و تدریس پر جلوہ افروز ہو۔ چنانچہ جب ان کے علمی مراکز خالی دکھائی دیتے ہیں تو دل سے آہ نکلتی ہے۔

"الٰہی! ہم تہی دامن ہیں۔ موجودہ حالات میں ہم ان کے مشن کو اچھی طرح قائم نہیں رکھ سکتے۔ تو اپنے فضلِ خاص سے ایسے خلفاء پیدا کر! جو ان بزرگوں کی خالی علمی مساند کو پُر کر کے وہی باغ و بہار لوٹا سکیں۔"

ابھی ان علمی مراکز کی فکر دامن گیر ہوتی ہے اور ان کے خلاء کو پر کرنے والا سامنے نہیں ہوتا کہ ایک اور علمی مسند خالی ہو جاتی ہے۔

چنانچہ پچھلے چند ہی سالوں کے واقعات یاد فرمائیں کہ کس طرح قحط الرجال میں آئے دن اضافہ ہو رہا ہے۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

اور ایک ایک ہستی جو ایک انمول گوہر تھی جن کے فراق کے زخم ابھی تازہ ہیں جن پر لگانے کو مرہم ملی نہ ڈاکٹر، کہ ایک اور علمی گھرانے کے سربراہ حضرت مولانا عبداللہ صاحب کلسوی کی وفات کی خبر ملی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ——— اللھم لا تحرمنا اجرہ ولا تفتنا بعدہ

مولانا تقریباً ۱۹۱۲ء میں موضع کلس راجپوتاں تحصیل قصور ضلع لاہور (حال امرتسر) میں تولد ہوئے مرحوم چھ بھائی اور ان کی ایک ہمشیرہ تھی۔ آبائی پیشہ زمینداری اور کاشتکاری تھا۔ قرآن مجید ناظرہ اپنی ہمشیرہ سے پڑھا (جن کے لیے تادمِ حیات دعاگو رہے) ۱۲ برس کے تھے کہ والدین یکے بعد دیگرے داغ مفارقت دے گئے۔ پہلے بھائیوں کے ساتھ کاشتکاری میں ہاتھ بٹاتے رہے۔ مگر خدا کو کسی اور مقام پر لے جانا مقصود تھا۔ لہٰذا تعلیم حاصل کرنے کا شوق چرایا اور محمد سلیمان نامی اپنے ایک دیہاتی دوست کے ساتھ گھڑیالہ، مولانا سید محمد شریف صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کے علمی ذوق و شوق کو دیکھ کر سید صاحب نے از خود چار پانچ ماہ بعد مدرسہ شمسیہ بمقام ویروال ضلع امرتسر میں مولانا محمد ابراہیم صاحب باقی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیج دیا۔ جہاں ۲½ سال زیر تعلیم رہے۔ بعد ازاں امرتسر مدرسہ غزنویہ تقویۃ الاسلام میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ جہاں مولانا نیک محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے زانوئے تلمذ طے کیا۔ امرتسر میں قیام کے دوران انہیں خطیبِ ملت حافظ محمد اسماعیل روپڑی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ شیخ التفسیر حضرت مولانا حافظ محمد حسین امرتسری (روپڑی) رحمۃ اللہ علیہ سے شرفِ تلمذ حاصل ہوا۔

تحصیلِ علم کے بعد سندِ فراغت لے کر اپنے گاؤں "موضع کلس" واپس آئے اور لوجہ اللہ درس و تدریس میں مصروف ہو گئے اور سورۃ الحمد سے سورۃ الناس تک قرآن مجید کا درس دیا۔ پھر تقسیم ملک کے بعد مضافاتِ قصور میں ایک قصبہ "سرہالی کلاں" میں رہائش پذیر ہوئے۔

چار دفعہ حج کیا۔ پہلی دفعہ ۱۹۵۰ء میں بمعہ اہل و عیال تشریف لے گئے۔ مکہ مکرمہ میں ماہ رمضان کے روزے بھی رکھے۔ پھر مزید تین بار ۱۹۵۱ء، ۱۹۵۲ء اور ۱۹۶۳ء میں زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔ آخری بار بھی بچے ہمراہ تھے۔

۱۹۵۶ء میں مولانا عبدالحمید صاحب سوہدروی اور مولانا محمد اسماعیل صاحب گوجرانوالہ رحمۃ اللہ علیہما

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

کے اصرار پر کہ محدثِ شہیر حافظ عبد المنان وزیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد اور مسندِ تدریس کو آباد کریں، وزیر آباد تشریف لے گئے اور ۱۹۶۱ء تک وہاں کام کیا۔ وہاں سے واپس آکر دو سال و باڑی اور ایک سال لاہور دھرمپورہ میں ایک علمی مرکز مدرسہ نظامی کی بنا ڈال کر صحیحین کی تدریس کرتے رہے۔ مسلسل درس و تدریس سے صحت جواب دے گئی اور گھر واپس آگئے۔

آخری ایام میں بغرضِ علاج اپنے صاحبزادے حافظ ثناء اللہ صاحب ایم اے پروفیسر اسلامیات و عربی و خطیب جامع مسجد رحمانیہ پونچھ روڈ کے پاس مقیم تھے اور یہیں وفات پائی۔

سیرت

مولانا نہایت عقلمند اور فہم و فراست کے مالک تھے۔ طبیعت سادہ اور نرم تھی۔ لیکن حق گوئی میں بے باک تھے۔ عقیدہ کے معاملہ میں کوئی رو رعایت نہیں رکھتے تھے۔ ہمیشہ اوّل وقت نماز پڑھنے کے پابند تھے باجماعت نماز کے لیے سینکڑوں بار گرد و باراں کا مقابلہ کیا۔ درس ہمیشہ دیتے جس دن نہ دیتے طبیعت خراب رہتی اور کہتے آج روحانی غذا سے محروم ہوں۔ اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت میں بھی کبھی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے۔ حافظ ثناء اللہ صاحب کالج سے آتے تو انہیں حدیث پڑھانے میں مشغول ہو جاتے۔ اور یہ سلسلہ بڑی باقاعدگی سے جاری رہتا۔ ان کی بڑی خواہش تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو دین و دنیا کی سربلندیوں پر سرفراز فرمائے جو اللہ تعالیٰ نے کسی حد تک پوری کر دی۔ ان کے بڑے صاحبزادے حافظ ثناء اللہ صاحب کالج میں تدریس اور دینی خدمات میں دن رات منہمک رہتے ہیں۔ ان کی حالیہ خدمات مسجد میں خطبہ و درس کے علاوہ مجلس التحقیق الاسلامی اور ماہنامہ محدث لاہور کے لیے وقف ہیں۔

آخری ایام

آخری ایام میں مشکوٰۃ شریف کی کتاب الایمانؔ اور باب عیادۃ المریض و ثواب المرضؔ بڑے جذبے اور اصرار سے سنتے۔ کہتے جب سے ہوش سنبھالی ہے کوئی نماز نہیں چھوڑی۔ اب آخری ایام میں بے نماز کر کے رخصت نہ کرنا۔ جب شدید بیماری میں بار بار غنودگی آتی تو ایک صاحبزادے کو کہتے کہ میرا گھٹنا ہلاتے رہو تاکہ غفلت کا شکار نہ ہو جاؤں اور دوسرے کو کہتے کہ نماز بآوازِ بلند پڑھو اور اس کے ساتھ ساتھ پڑھتے جاتے۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

اکثر دعا کرتے کہ وفات کا دن جمعہ ہو یا پیر۔ روزانہ استفسار کرتے۔ آج کون سا دن ہے۔ اتوار کو ۹ بجے حافظ ثناء اللہ صاحب کو سورہ اخلاص پڑھانے کے لیے کہا۔ انہوں نے تین بار بآوازِ بلند پڑھائی۔ کلمہ طیبہ اور شہادت بھی پڑھا۔ پھر اولاد اور لواحقین و اعزا، سب کو عمومی اور خصوصی طور پر حق حقوق کی تلقین کی۔ پھر کلمہ کا ورد کرنے لگے اور زبان بند ہو گئی اور مسلسل پندرہ گھنٹے کی خاموشی کے بعد رات کو بارہ بجکر ۱۲ منٹ پر جب کہ شمسی اور قمری ہر لحاظ سے پیر کا دن شروع ہو چکا تھا بغیر کسی گھبراہٹ کے ایک سانس لیا جس کے ساتھ ہی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ مرحوم کی وصیت کے مطابق حافظ ثناء اللہ فاضل مدنی نے ان کے گاؤں سرہالی کلاں میں نماز جنازہ پڑھائی اور وہیں دفن کیے گئے۔ اللھم اغفر له وارحمه وعافه واعف عنه۔ آمین

پچاس روپے کی کتاب صرف اٹھارہ روپے میں

ریاض الصالحین (غزنوی)

ترجمہ بین السطور ——— سفید کاغذ ——— پہلی فرصت میں منگوائیں ورنہ یہ تحفہ ہاتھ نہ آئے گا۔ محصول ڈاک معاف۔ پتہ ذیل سے

اور

شیخ الاسلام حافظ ابنِ تیمیہ کی مایہ ناز کتاب

الوسیلہ

کا اردو ترجمہ نئی تہذیب و تبویب کے ساتھ گلیز کاغذ سائز بڑا، کتابت طباعت عمدہ رنگین ڈسٹ کور

قیمت ۱۰ روپے ○ محصول ڈاک معاف

اسلامی اکادمی کشمیری بازار لاہور

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

خادم العلماء حاجی عبدالرحمن صاحب امرتسری

کی

وفات حسرت آیات

مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۷۱ء بروز منگل گوجرانوالہ سے یہ اندوہناک اطلاع ملی کہ جماعتِ اہل حدیث کے بزرگ، علمائے حدیث کے رفیق کار اور دین و عمل کے شیدائی آج صبح سات بجے انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

حاجی صاحب کا جنازہ جمعیت کے امیر مولانا حافظ محمد صاحب گوندلوی نے پڑھایا۔ جنازہ میں شریک ہونے والے احباب کی کثیر تعداد سے حاجی صاحب کی ہر دل عزیزی کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس قدر کثیر تعداد بہت کم خوش قسمتوں کے حصے آتی ہے۔ اللھم اغفر لہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ

حاجی صاحب مرحوم ان خوش قسمت اشخاص میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے دین و دنیا کی نعمتوں سے حظِ وافر عنایت فرمایا تھا۔ وہ اہل ثروت ہونے کے ساتھ ساتھ کثیر الاولاد بھی تھے۔

ان کی للہیت اور اخلاص کی برکت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی راہ میں دل کھول کر مال خرچ کرنے کی توفیق دی اور ان کی اولاد کو بھی دیندار بنایا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی اولاد زندگی کے آخری دم تک ان کی خادم، فرمانبردار اور جاں نثار رہی۔

حاجی صاحب مرحوم علمائے حدیث کے پرانے رفیق کار اور خادم تھے۔ امرتسر جو تقسیم سے قبل ہندوستان میں علم و عمل کا گہوارہ سمجھا جاتا تھا۔ اس میں مرحوم دینی امور میں علماء کے ساتھ تعاون میں پیش پیش تھے۔

حاجی صاحب اپنے فہم و فراست کی بنا پر بڑی اہم شخصیت سمجھے جاتے تھے۔ عوام تو کجا بیشتر دفعہ علماء کی شکر رنجیاں ان ہی کے ذریعے دور ہوتیں۔ گوجرانوالہ کی جماعت کے حاجی صاحب مرحوم روح رواں اور جمعیت اہلِ حدیث گوجرانوالہ کے نائب امیر تھے۔ ان کی بزرگی کی وجہ سے علماء بھی ان کی عزت کرتے تھے۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

حاجی صاحب دینی اداروں پر دل کھول کر خرچ کرتے تھے، بہت سی مساجد اور مدارس کی تعمیر و ترقی میں ان کا بڑا ہاتھ ہے۔ مسجد قدس رام گلی نمبر ۵ چوک دال گراں لاہور کی تعمیر عرصہ سے رکی ہوئی تھی۔ اس کی بڑی چھت ڈالنا اور اسے پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا سہرا بھی ان کے سر ہے۔

حاجی صاحب کو حافظ عبداللہ صاحب روپڑی اور حافظ محمد حسین صاحب روپڑی رحمۃ اللہ علیہما سے بیحد عقیدت تھی۔ اسی بنا پر مدرسہ رحمانیہ (گارڈن ٹاؤن لاہور) اور ماہنامہ محدث لاہور کے خاص سرپرست تھے۔ مالی تعاون کے علاوہ اپنے مفید مشوروں سے بھی مستفید فرماتے رہتے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ جہاں علماء کی مسانید خالی ہوئی ہیں وہاں وہ شخصیتیں بھی جا رہی ہیں جن کی مساعی جمیلہ اور مخلصانہ تعاون سے ان مراکز کی رونق بڑھی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حاجی صاحب کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور علماء کا ساتھ نصیب کرے۔ "المرء مع من احب"

اور ان کے پس ماندگان کو صبر جمیل دے اور ان کی اولاد و احفاد کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔

آمین ثم آمین

حدیث

عن ابی ھریرۃ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اذا مات الانسان انقطع عنہ عملہ الا من ثلاثۃ الا من صدقۃ او علم ینتفع بہ او ولد صالح یدعو لہ) رواہ مسلم

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"جب انسان مر جائے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے۔ ہاں تین چیزوں کا عمل باقی رہتا ہے ——— (۱) صدقہ (جاریہ) (۲) علم جس سے فائدہ حاصل ہو (۳) نیک لڑکا جو اس کے لیے دعا مانگے۔" (صحیح مسلم)

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

قصوری خاندان کے چشم و چراغ۔ تحریکِ آزادی کے مجاھد

مولانا محی الدین احمد قصوری رحمۃ اللہ علیہ

جنوری ۱۹۷۱ء کا یہ بہت بڑا سانحہ ہے کہ اس میں جماعت اہل حدیث کی تین اہم شخصیتیں ہمیں داغِ مفارقت دے گئیں۔ علماء اور خادمانِ دین کا موجودہ دورِ پُرفتن میں اس طرح اٹھ جانا جماعت اہل حدیث اور ملتِ اسلامیہ کے لیے بہت بڑا خلا ہے۔ فتنے دن بدن پھیل رہے ہیں اور ان کے سامنے بند باندھنے والے اٹھتے جا رہے ہیں انہی شخصیتوں میں جماعت اہل حدیث کی مایہ ناز ہستی مولانا عبد القادر قصوری رحؒ کے جانشین اور ملتِ اسلامیہ کے مخلص خادم مولانا محی الدین احمد قصوری رحمۃ اللہ علیہ تھے جو ۲۶ ذی القعدہ ۱۳۹۰ھ مطابق ۲۴ جنوری ۱۹۷۱ء بروز اتوار ۷ بجے صبح انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم نے اپنی زندگی میں بیش بہا خدمات سرانجام دیں، تعلیم و تربیت، دعوت و ارشاد اور صحافت و سیاست میں مولانا کی خدمات قابلِ قدر ہیں۔ ایک خبر کے مطابق مولانا مرحوم کی قائم کردہ جمعیت دعوت و تبلیغ نے دس سال کے عرصہ میں ایک لاکھ سے زائد غیر مسلموں کو اسلام سے ہمکنار کیا اور صرف مدراس میں تیس ہزار ہندو مسلمان ہوئے۔

تصنیفی کاموں میں مولانا نے سورہ یوسف کی تفسیر اور شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کی کتاب سورہ نور کا اردو میں ترجمہ کیا اور پنجاب یونیورسٹی میں شعبۂ انسائیکلو پیڈیا کے ساتھ عرصہ تک منسلک رہے۔ مرحوم نے کلکتہ سے ایک ہفت روزہ جریدہ "اقدام" بھی نکالا جو کچھ عرصہ چلتا رہا پھر ان کی نظر بندی کی وجہ سے بند ہو گیا۔

مولانا ایک اچھے ماہرِ تعلیم تھے۔ تعلیم اور سماجی ہمدردی کے نام پر عیسائی مشنریز کی سرگرمیوں کو مسلمانوں کے لیے بہت نقصان دہ سمجھتے تھے اور موجودہ نسل کی بے راہ روی اور الحاد کے رجحانات کا ذمہ دار مغربی

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

طرزِ تعلیم کو قرار دیتے تھے اور اسلامی طرز کے سکول اور کالج قائم کرنے کے خواہاں تھے جن میں دنیاوی اور دینی تعلیم کا امتزاج ہو۔ اپنی تحریروں اور مقالات میں اس پروگرام کو پیش کیا ہے۔

مولانا جمعیت اہل حدیث کے مرکزی ناظم تعلیمات بھی رہے۔ مولانا نے تحریکِ خلافت اور تحریکِ آزادی میں بھرپور حصہ لیا اور اس سلسلہ میں قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔ ریشمی رومال کی مشہور سازش میں شریک ہونے کے الزام میں نظر بند ہوئے۔

مرحوم اپنے دل میں غریب اور مفلوک الحال طبقے کا بہت درد رکھتے تھے۔ انہی کے مساعی سے مالابار (ہند) میں، کالی کٹ کے مقام پر اور صوبہ مدراس میں یتیم خانے قائم ہوئے۔ آخرالذکر آج بھی موجود ہے۔

مولانا زندگی کے آخری دور میں جناح باغ کی مسجد دارالسلام میں درس دیتے رہے ہیں۔ دل کے عارضہ کے مریض تھے جو ان کی وفات کا سبب ہوا۔ ان کی وصیت کے مطابق ان کو ان کے آبائی گاؤں قصور میں دفن کیا گیا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں اعلیٰ مقام دے اور ان کے پس ماندگان کو ان کی روایات زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

وضاحت

بہت سے احباب رسالہ "مُحدِّث" منگوانے کے سلسلہ میں خط و کتابت کرتے ہیں۔ لیکن اس کی فوری تعمیل نہیں ہو سکتی جس کا وہ شکوہ کرتے ہیں۔ اس کے متعلق گزارش ہے کہ رسالہ ہر مہینہ ایک ہی بار حوالہ ڈاک کیا جاتا ہے جس کے لیے پوسٹ ماسٹر جنرل کی طرف سے باقاعدہ تاریخ مقرر ہوتی ہے۔ اس لیے مقررہ تاریخ کے علاوہ رسالہ نہیں بھیجا جا سکتا۔ قارئین نوٹ فرما لیں

(ادارہ)

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

مولانا عبدالسلام کیلانی فاضل مدنی

اہلِ حدیث اور اُن سے غلط فہمیوں کا اِزالہ

زیرِ نظر مقالہ "الحرکۃ السلفیۃ و دفع الشبہات عنہا" پاک و ہند کی جماعتِ اہلِ حدیث کے عقیدہ، عمل اور علمی خدمات کا ایک مختصر تعارف ہے جو "مجلس التحقیق الاسلامی" لاہور کے فاضل رکن مولانا عبدالسلام کیلانی مدنی نے جامعۃ اسلامیہ مدینہ منورۃ میں پڑھا تھا جس سے جامعہ کے طلبہ بہت محظوظ ہوئے اور اساتذہ نے تحسین و تبریک کے کلمات کہے۔

واضح رہے کہ اہلِ حدیث کتاب و سنت کی بے لاگ تعلیمات کو زندہ رکھنے والی ایک تحریک ہے جو عقیدۃً و عملاً فقہائے محدثین کے مسلک پر قائم ہے اور ہر قسم کے غلو اور شخصی تعصبات سے بچتے ہوئے اس رستہ پر گامزن رہنے کی حامی ہے جس پر صحابہ کرامؓ اور ائمہ دین سے امت کا تعامل چلا آرہا ہے۔

یہ تحریک ساری دنیا میں موجود ہے لیکن زمان و مکان کے خصوصی دواعی کے اعتبار سے جماعتی شکل میں مختلف ناموں سے موسوم ہے۔ نجد و حجاز میں "سلفی، اثری"۔ مصر و شام میں اہل السنہ، انصار السنہ" اور افریقہ وغیرہ میں "سنی، محمدی" ناموں سے مشہور ہے۔ غیر منقسم ہندوستان میں حدیث کی درس و تدریس، نشر و اشاعت اور عملی ترویج جیسی امتیازی خدمات کی وجہ سے اس کے حامل "اہلِ حدیث" کہلائے جو فقہائے محدثین کے مسلک کا یادگاری نام ہے۔

متعصبین ــ اہلِ حدیث کو بدنام کرنے کے لیے ـــــ ان پر مختلف قسم کے بہتانات لگاتے ہیں جن کے دفاع کے لیے یہ مقالہ پڑھا گیا۔ حالیہ اشاعت میں مقالہ بعینہٖ عربی میں پیش کیا جا رہا ہے۔ آئندہ اشاعت میں اس کا اردو ترجمہ ہدیۂ قارئین ہو گا۔ (ان شاء اللہ)

ادارہ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

الحركة السلفية و دفع الشبهات عنها

هذه المقالة قرأها الاستاذ عبد السلام الكيلانى عضو ,,مجلس التحقيق الاسلامى،، بلاهور فى الجامعة الاسلامية بالمدينة المنورة أثناء دراسته فى سنة شهادة الجامعة —— تعريفا بجماعة أهل الحديث و دفاعا عن بعض الشبهات الزائفة التى أثارتها متعصبوا المذاهب، فانتفع بها الطلبة و رحب بها الاساتذة، والحمد لله على ذلك.

و قدرأت مجلة ,,محدث،، الشهرية ان تنشر هذه المقالة أصلا وترجمة ليستفيد بها قراء ,,محدث،، فى كل بلد؛ وها نحن نقدمها باللغة العربية فى هذا العدد . والله ولى التوفيق.

(التحرير)

الحمد لله وكفى، وسلام على عباده الذين اصطفى، اما بعد

فقد سمع اخوانى بالجامعة الاسلامية كثيرا عن الحركة السلفية أو جماعة أهل الحديث (بباكستان والهند). ولاشك أنه قد مر بكم ذكرها فى مجالس عديدة، ومواقع مختلفة، ولابد أن سمعتم عن مواقفها الحميدة، ومبادئها السديدة، و نشاطها فى سبيل الدعوة الى كتاب الله تعالى و سنة رسوله صلى الله عليه و سلم، ومساهمتها فى نشر كتب التفسير و الحديث و الفقه وما الى ذلك .

و قد بذلت جهودها الجبارة فى سبيل الخير، و ميادين الدعوة، و الحمد لله على ذلك.

الاأنه كما لا يخفى على كل أحد أن لكل حركة رجالا ينصرونها، و آخرين يعادونها فهؤلاء ينسجمون فى مبادئها و يتأثرون بدعوتها،

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

و هؤلاء يقفون فى طريقها موقف تعويق و يؤذون مناصريها و يغيرون الحقائق على غير و جهها و هم قد يقفون هذا الموقف و هم يعرفون قدر تلك الدعوة من صميم قلوبهم و قد يحتسبون فى عداوتها و يرددون ما سمعوه من الناس دون تبين .

فمن الواجب أن نعرف الحقيقة على وجهها فأردت ان أكشف لاخوانى عن جماعة أهل الحديث ستار الاتهامات وغطاء البهتانات .

فأتقدم الى اخوانى بالجامعة الاسلامية عامة و الى زملائى خاصة لانهم قد أو شكوا أن يتخرجوا من كلية الشرعية بمدينة الرسول صلى الله عليه وسلم و نسأل الله أن نحمل الامانة التى أو دعها الله عزوجل فى مشائخنا الكرام فعلمونا وربونا فى هذه المؤسسة؛ نسأل الله لنا و لهم التوفيق فى المستقبل أن يزيدنا واياهم نشاطا فى أداء أمانة الدعوة الى أهلها و نسأله الثبات على الحق و الهداية الى الرشد - آمين .)

فهؤلاء الناس يقولون :-

"ان جماعة أهل الحديث أو الذين يسمون بالمحدثين أنهم يتعلقون بالظواهر ، أو أنهم هم الظاهرية يرون الاجتهاد لكل أحد ، ينكرون القياس من كل ناحية، يقصرون فى شأن الائمة الاربعة فيسبونهم و يضللونهم" وهذا الكلام لاأصل له فى عقيدة القوم، ما هى الاالاتهامات واجهها بعض الناس على حد قول الله عزوجل :

"الاحاجة فى نفس يعقوب قضاها ."

و هم فى الحقيقة هم السلفيون ، و هم أهل السنة و الجماعة ، و هم أهل الحديث أو أصحاب الحديث ، و هم الاثريون فى الاصل .

مجلس التحقيق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

أطلقت عليهم عدة أسماء و عناوين مختلفة لشهرتهم فى زمن معين بشيء معين .

فحينما قام أهل البدع و الا هواء فى طريق الهداية بالمعقول و الرأى وقف هؤلاء فى طريقهم — مشمرين لتبليغ الدعوة الى كتاب الله و سنة رسوله صلى الله عليه وسلم ، متهمين الرأى و القياس أسامهما ، فسموا بأهل السنة والجماعة — حيثما دعوا الى السنة وعقيدة جماعة الصحابة، وعرفوا بأصحاب الحديث — حيث أنهم قد اقتصروا فى العقائد والفروع على ماذكره الكتاب و السنة . اذ لفظ الحديث يشمل القرآن أيضا (كما يشمل السنة) لقول الله عزوجل : الله نزل أحسن الحديث و قول الرسول صلى الله عليه وسلم أحسن الحديث كتاب الله خلافا لاهل الرأى ، و هم السلفيون حيث لايخرجون عن أقوال السلف الى الحاد وزندقة لافى الاصول ولافى الفروع، و هم الاثريون لانهم اعتمدوا وتتبعوا آثار النبى صلى الله عليه وسلم .

و أصحاب الحديث أو أهل الحديث هم الذين صاروا محدثى الزمان و فقهاء الامصار كما قال الامام الشهرستانى فى الملل والنحل :

”ثم المجتهدون من أئمة الامة محصورون فى صنفين لايعدوان الى ثالث — اصحاب الحديث واصحاب الرأى.“

فمن اصحاب الحديث ذكر (الشهر ستانى) مالكا و الشافعي و أحمد وداود والثورى و غيرهم و ذكر من أصحاب الرأى الجهمية و المعتزلة والشيعة والخوارج والمعطلة والمشبهة.

وقبل أن أنتقل الى مواصلة البحث أقف هنا هنيئة وأذكربان سفيان الثورى قدذكرعنه الثقات (الشيخ حمادالانصارى محدث الزمان) بانه قال: ”خذوا من الرأى ماتفسربه سنة نبيكم صلى الله عليه وسلم“ وهذا كان من اجتهاده، فتعلم

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

بعض الاسلاف (لاسيما من أهل العراق) الرأى على هذا الوجه، ومنهم الامام ابو حنيفة رضى الله عنه و انه قدا ستد ركته رحمة ربه ولطف عنايته حيث انه قد وفق رحمه الله الثبات على الدين الحنيف، فعد من ائمة أهل السنة والجماعة (على عداده من اهل الرأى) و صار كتابه المشهور بالفقه الاكبر دليلا ناطقا على العقيدة السلفية وحيثما انه كان بليغ الرأى عد من أيمة أهل الرأى، فلذا ينبغى لنا أن نعده من عداد اهل الحديث والسنة .

و لم يبلغ هذا المبلغ من صحة العقيدة مع تعلم الرأى (والرسوخ فيه) الا النادر. و الرأى قد أفسد كثيرا من الناس، و هو الذى صار سببا وحيدا فى تفرق الامة الى فرق عديدة. ولاتكون فرقة مستقلة عن فرقة أخرى الااذا خالفت هذه تلك فى عقائدها و تختلف فى طريق البحث فى الفروع المسمى بأصول الفقه، و اذا اتفقت العقائد و تقاربت الاصول فى الفقه فلاتسمى فرقة مستقلة عن أخرى و لاينشأ التحزب الاعند تعصب قوم لفلان وفلان.

لان الصحابة رضى الله عنهم على اختلافهم فى بعض الفروع كانوا متفقين فى العقائد فلم يتوزع التابعون الى فرق ينتمى كل واحد الى صحابى دون آخر —— يقلده دينه .

فمن هنا نعلم أن كلا من الحنفية و المالكية و الشافعية و الحنابلة والظاهرية والذين لاذكر لهم اليوم كالرا هوية والاوزاعية والثورية والليثية و الخزيمية كلهم من أهل السنة و الجماعة او كلهم من عداد أصحاب الحديث او أهل الحديث (۱).

فعند ذلك يقع بعض الناس فى الحيرة ، كيف أنت تعد هؤلاء كلهم من

(۱) و هذا حسب النظر الى متقدميهم من المنتسبين الى هذه المذاهب لاتفاقهم مع أصحاب الحديث فى العقائد تماما وفى أصول الفقه غالبا (۱۲ منه)

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

أهل الحديث ثم تذكر جماعة معنونة بجماعة أهل الحديث كأنهم يستقلون عن هذه الفرق كلهم؟ ما هذا التناقض ؟ ! !

فأقول و بالله التوفيق : ان جماعة أهل الحديث و السنة قد بقيت مدة طويلة فى بركة من العلم و الفهم و توفر لديهم المجتهدون كأبى حنيفة و مالک و الشافعی و أحمد والاوزاعی واسحاق وأبی ثور و اللیث و البخاری ومسلم وأبی داود رحمة الله عليهم أجمعين وغيرهم وغيرهم وهم لايعدون.

"ألاان لكل شيء شرة ولكل شرة فترة" فانطبق قول الرسول صلى الله عليه وسلم على هؤلاء العلماء على حد قول الذ هبى فى تذكرة الحفاظ :

فلقد تفانى أصحاب الحديث و تلاشوا وتبدل الناس بطلبة يهزأ بهم أعداء الحديث و السنة و يسخرون منهم و صار علماء العصر فى الغالب عاكفين على التقليد فى الفروع من غير تحرير لها ، و مكبين على عقليات من حكمة الاوائل و آراء المتكلمين من غير أن يتعقلوا أكثرها، فعم البلاء و استحكمت الاهواء انتهى قول الذهبى بعد ذكره الطبقة الثانية فى الجزء الثانى.

فكأنه كان أوان بداية التقليد الا أنه قد اشتد فى القرون المتأخرة جدا فوزعوا البلاد الى تقليد أناس مخصوصين و حصروا الحق فى أقوال الايمة الأربعة . (الحق قد يضعف أمام تيار الجمود والخمول ولكنه لايزول) فخالفهم بعض العلماء وبقوا على منهجهم الأول — يحتاطون فى الفتوى ويختارون الاقرب فالا قرب (الى الكتاب و السنة) حسب مابلغت بهم قوة الا جتهاد، و الكل مكلف حسب طاقته .

فهؤ لاء قد زادوا قيدا على أنفسهم — و هو التقليد برجل معين —

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

فتلقبوا بالاحناف (۱) و المالكية و الشافعية و الحنابلة و انحصروا الى هذا الحدوان كانوا من قبل من أهل الحديث . و لكن بعضهم لم يرض بهذه الالقاب فبقوا على التسمى بأهل الحديث و لم يتقيدوا برجل معين فى دين الله عزوجل ، فاتهمهم المتعصبون منهم باتها مات زائفة بان هؤلاء كذا و كذا ويحكيها الذين لم يعوا شروهم .

فا قول : " ان أهل الحديث يثبتون لله ما أثبته لنفسه وينفون عنه ما نفاه عن نفسه سواء كان بطريق القرآن او بطريق السنة الثابتة، و يترضون على سلف هذه الامة من الصحابة و التابعين لهم باحسان الى يوم الدين ـــ ومنهم الايمة الاربعة وغيرهم و غيرهم ، و يرون الاجتهاد حلا و سطا و طريق عدل بين الالحاد و الجمود " حيث ان الاول هو عبارة عن اطلاق القول بكل ما تشتهى الانفس و ترغبها ـــ وهو تلعب بكتاب الله عزو جل الذى نشأ من طامات الطريق الثانى المذموم و هو الجمود ، لأن العلماء ـــ الذين كان فى و سعهم الاجتهاد ـــ ما علموا الناس المسائل التى نشأت بعد تدوين كتب الفقه فاضطر هؤلاء خلعوا ربقة الانقياد لكتاب الله عزوجل و سنة رسوله صلى الله عليه وسلم. فكان هذا الالحاد نتيجة معكوسة للجمود على أقوال قوم و سد طريق الاجتهاد الذى أثر على الحضارة الاسلامية، فحطمها و هدمها . عسى الله أن يأتى بالناس من بيننا يبنونهما من جد يدعلى الاسس التى أقامها أيمة الهدى رضى الله عنهم أجمعين .

---

(۱) استعمال لفظ ،،الاحناف،، على ما اشتهر على ألسنة الناس و الصواب الحنفية أو الحنفيون ، لان جمع فعلى (حنفى) ما يأتى على وزن أفعال (أحناف) ۱۲ الادارة .

مجلس التحقيق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

فهم ــ اذا اجتهد مجتهد فى مسئلة مدروسة ومبحوثة من قديم الزمان ــ لايجوزون له أن يأتى بقول جديد لان المقصود من البحث هو الوصول الى الحق و الحق كان موجودا فى كل زمان كما قال الرسول عليه السلام "لاتجتمع أمتى على الضلالة." والاتيان بقول جديد يشعر بأن كل هؤلاء أخطؤا و هو مستحيل على أمة محمد عليه السلام . فلا بد للباحث الجديد أن يستند فى اجتهاده (و استنباطه من كتاب الله و سنة رسوله) الى أقوال السلف و الاينبذ قوله ولا يلتفت اليه وكيف لاوهم أيمة الهدى؟ وما عرفنا الدين الابطريقهم.

وأما السوال المعروف عن العامى

فالجواب بأن من استطاعته سوال أهل الذكر كما فرض الله جل ذكره عليه بقوله (فاسئلوا أهل الذكر ان كنتم لاتعلمون) و كما قال الرسول صلى الله عليه وسلم : (انما شفاء العى السوال) واذا وجد العامى الخلاف بين العلماء فعليه أن يذهب الى اعلم رجل فى دين الله يظنه من أهل التقوى والورع وينا شده باسم الله أن يجيبه بكتاب الله، فاذا فعل ذلك فقد أدى ما عليه. فان أراد مريد الشربه سوء فهويستأهله خاصة. و هذا العامى يكون فى ذلك متأسيا بأسوة الصحابة كما تعرفون من قصة الاعرابيين الذين تخاصما عند رسول الله صلى الله عليه و سلم وقال كل واحد منهما : اقض بيننا بكتاب الله فاذا ساغ (مواجهة) هذا السوال على هذه الكيفية النبى الاكرم صلى الله عليه وسلم فغيره أولى به .

وأما القياس فهم يقسمونه الى سليم و فاسد كالجمهور و يرون القياس حكمًاتابعا ولا يظنونه حكما متعبدا منزلا مستقلا .

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

وأما موقفهم من الظاهرية فعلى تقدير ثبوت انكارهم القياس نحن نخالفهم فى ذلک ، و لكننا نحبهم حبنا سائرالفرق من أهل السنة والجماعة و قد عدهم الشهر ستانی فی عدادهم ، و لکن اذا أخذ على فرد منهم شیء سواء فى العقيدة أو فى الفروع بدليل صحيح من الكتاب و السنة فنحن نتتبع مواقع الدليل لانتعصب لأحد كما لا نتعصب لغيرهم من المذاهب الأربعة و ان حمل عليهم شیء و هم برآء منه فنحن لانؤذی أحدا بالهوى ان شاء اللہ تعالی. ولم نحبهم الا لأنهم حاربوا التقليد ودعوا الى نبذ الخلاف الى كتاب الله و سنة رسوله صلى الله عليه وسلم فهذاما أردت أن أقول.

أسأل الله أن يوفقنا واياكم والمشائخ داخل الجامعة و خارجها لمايحبه و يرضاه و أن يحشرنا جميعا تحت لواء الحمد ، انه على ذلک قدیر و لیس ذلک على الله بعزيز.

و صلى الله وسلم على نبيه محمد و آله و صحبه و من تبعهم باحسان الى يوم الدين، آمين .

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

www.KitaboSunnat.com

Regd. No. L. 7895 January-February, 1971

Monthly **MUHADDIS** Lahore-16

Islamic Research Council

ہر قسم کے سٹیم پائپ، پائپ فٹنگز اور سٹیم والو وغیرہ

نہایت معیاری اور ارزاں خریدنے کیلئے

میسرز۔ حافظ عبدالوحید اینڈ برادرز

برانڈرتھ روڈ (رام گلی نمبر۲) لاہور

سے رابطہ قائم کریں

ٹیلیفون گھر ۶۷۹۲۳۳ ٹیلیفون دفتر ۵۳۸۶۲

— سٹاکسٹ اور جنرل آرڈر سپلائرز —

جی آئی ایم ایس (ایم ایس پائپ) پائپ فٹنگز اور ولایتی و دیسی والوز وغیرہ

ماہنامہ **مُحدّث** لاہور

ذیلی دفتر	صدر دفتر
حافظ عبدالوحید اینڈ برادرز	مدرسہ رحمانیہ (رجسٹرڈ)
رام گلی نمبر۲ ۔ لاہور	گارڈن ٹاؤن ۔ لاہور ۱۶

بیرونِ ملک		معاونت :۔	
شرقِ اوسط :	۱-پونڈ ۵ شلنگ	زرِ سالانہ	۱۰ روپے
مغربی ممالک :	۱-پونڈ ۱۰ شلنگ	فی پرچہ	۹۰ پیسے

فون نمبر ۶۹۲۳۲۳۸ فون نمبر ۵۳۸۶۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ